APRIL-2023 Rs. 30/-

رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ / اپریل ۲۰۲۳ء

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

مدیر اعلیٰ مدظلہ العالی

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

پہلی ام المومنین! حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عبادت وریاضت اور ماہ رمضان

روزے کی اہمیت وفضیلت

روزے کا حکم اور اس کی غرض وغایت

رمضان! عوام کو دین سے قریب کرنے کا سنہرا موقع

عہد وسطیٰ میں علما کی سائنسی خدمات

والدین کا ادب واحترام اور اس کے ثمرات

حضرت علی! شیر احد ابھی، باب علم بھی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! حیات مقدسہ کے روشن اوراق

اللہ دیکھ رہا ہے! اعلیٰ حضرت کے بچپنے کی خشیت الٰہی کا دل نظارہ

رمضان مبارک

مدیر مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

مرکز الدراسات الإسلامیة جامعۃ الرضا بریلی شریف یوپی، ھند

CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA

MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)

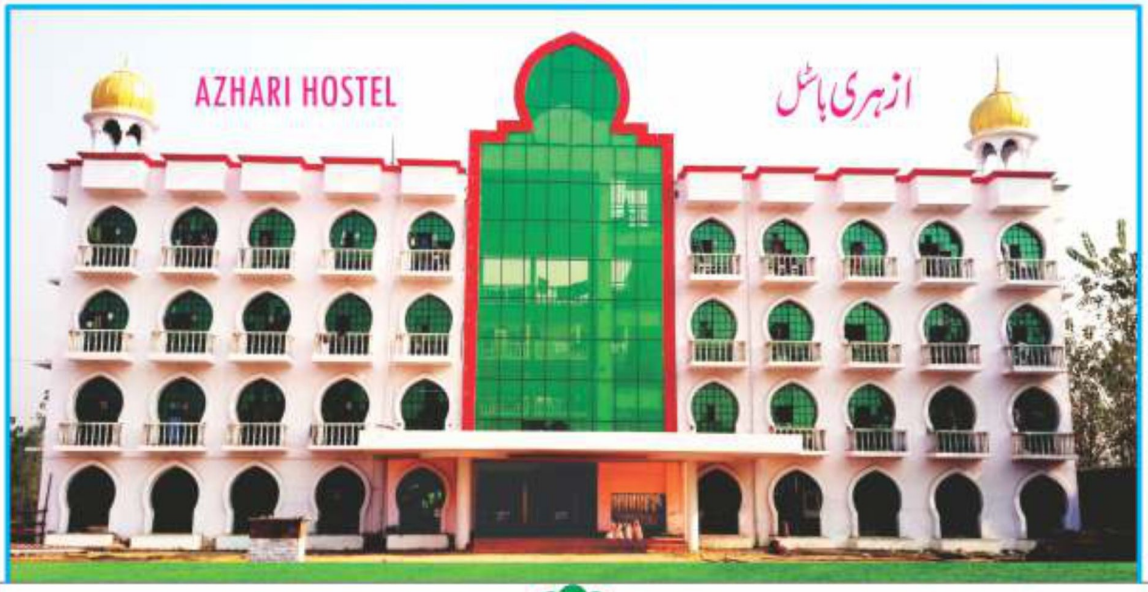

Imam Ahmad Raza Trust

82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)

امام احمد رضا ٹرسٹ

۸۲/سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی (الہند)

E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org

Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869

State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597

HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار

امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی،
مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی
وارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتی اعظم تور دیدہ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خاں قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرہ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مرکز اہل سنت و جماعت سنی دار الافتاء جامعہ قادریہ رضویہ بریلی شریف

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

شمارہ نمبر ۴
Issue No. 04
Vol. 8 جلد نمبر ۸

۱۴۴۴ھ
رمضان المبارک
اپریل ۲۰۲۳ء

تزئین کار
عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا
محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

Contact Address
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

رابطہ کا پتہ
ماہنامہ سنی دنیا
۸۲/سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲/سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔
Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

کالم	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ	پہلی ام المومنین! حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی	۵
اسلامیات	عبادت وریاضت اور ماہ رمضان	مفتی محمد اسلم رضا میمن	۱۵
☜	روزے کی اہمیت وفضیلت	مفتی محمد رضوان عالم مرکزی	۱۹
☜	روزے کا حکم اور اس کی غرض وغایت	حافظ محمد افتخار احمد قادری	۲۲
☜	فلاح دارین حاصل کرنے کا مبارک موسم	غلام مصطفیٰ رضوی	۲۶
☜	رمضان! عوام کو دین سے قریب کرنے کا سنہرا موقع	مفتی محمد معراج عالم مرکزی	۲۷
☜	عہد وسطیٰ میں علما کی سائنسی خدمات	ڈاکٹر محمد احمد نعیمی	۲۹
☜	والدین کا ادب واحترام اور اس کے ثمرات	سوشل میڈیا	۳۴
اسلاف واخلاف	حضرت علی! شیر اخدا بھی، باب علم بھی	مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی	۳۶
☜	حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! حیات مقدسہ کے روشن اوراق	حافظ محمد افتخار احمد قادری	۴۱
☜	اللہ دیکھ رہا ہے! اعلیٰ حضرت کے بچپنے کی خشیت الٰہی کا دل نظارہ	غلام مصطفیٰ رضوی	۴۵
☜	امین شریعت اور احترام رمضان المبارک	مولانا اشرف رضا قادری	۴۶
☜	صدیق اکبر کی افضلیت اور انسانی فکر	مفتی محمد جمیل احمد قادری	۵۰
ترغیبات	فکر آخرت	علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی	۴۷
مختصرات	حضرت امام مالک اور خلیفہ ہارون رشید	سوشل میڈیا	۵۲
☜	شب عید اور جہنم سے آزادی	مولانا اسلم رضا اشفاقی	۵۲
☜	فوٹو کے شیدائیوں کی ٹولی	مولانا خلیل فیضانی	۵۲
منظومات	میرے حضور کی ہے خدا کو خوشی عزیز	حضور استاذ زمن علیہ الرحمہ	۵۳
☜	کچھ کریں اپنے یار کی باتیں	حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ	۵۳
☜	ان کی آمد پر ہر اک گھر میں چراغاں کیجئے	قاری محمد نعیم الدین رضوی	۵۳
☜	نظر میں سرور کونین کا جمال رہے	سید خادم رسول عینی	۵۴
خیر وخبر	قرآن اور صاحب قرآن کی توہین! ناقابل برداشت	مفتی ملک الظفر سہسرامی	۵۴

فہرست

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

پہلی ام المومنین! حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

امت مسلمہ کی وہ پہلی مقدس خاتون! جن کی رفاقت نے پیغمبر اسلام اور ان کے تبلیغی مشن کو تقویت پہنچائی

اداریہ

نظام قدرت ہے کہ جہاں تاریکی گہری ہوتی ہے، روشنی کی کرن زیادہ تر وہیں سے پھوٹتی ہے، تاریخ میں اس کی بکثرت نظیریں موجود ہیں، مکہ روئے زمین کا قلب ہے اسی لئے اسے کائنات انسانی کا قبلہ بنایا گیا، پوری دنیا کی تاریکی مکہ میں سمٹ آئی تھی، دنیا کی کون سی برائی تھی جو اہل مکہ میں نہیں تھی، کعبہ جو اللہ رب العزت کا اوّلیں گھر ہے اس میں تین سو ساٹھ بت نصب کر دیئے گئے تھے اور صبح وشام ان کی پرستش کی جاتی تھی، ہر شخص نے اپنا الگ خدا تراش رکھا تھا، معبود حقیقی سے دنیا یکسر غافل ہو چکی تھی۔

اہل مکہ کا یہ حال تھا کہ ان کے درمیان خدائے واحد کا نام لینا جرم عظیم سمجھا جاتا تھا، ظلم وستم اور جور وجفا کی شمشیریں ہر وقت نیام سے باہر رہا کرتی تھیں، کمزوروں سے جینے کا حق چھین لیا گیا تھا اور ظالم وجابر کا ہاتھ پکڑنے والا کوئی نہ تھا، انسانیت کراہ رہی تھی اور شرافت آنسو بہا رہی تھی، ایسے سسکتے حالات میں فاران کی چوٹی سے آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت طلوع ہوتا ہے، صداقت کی روشنی سے جہالت کی تاریکی خوف زدہ ہو جاتی ہے، اہل مکہ بربریت کی آخری علامت تھے، وہ صداقت کے نور کو قبول کرنے کے لئے قطعی آمادہ نہ تھے، حشر ونشر کا تصور ان کے نزدیک ایک فسانہ تھا، اعلان نبوت نہیں ہوا تھا پھر بھی نبوت کی چاندنی سے مکہ کے در ودیوار روشن ہو رہے تھے، اہل مکہ نے انسان تو بہت دیکھے تھے مگر محمد عربی ﷺ جیسا امین وصادق نہیں دیکھا تھا۔

آقائے کریم ﷺ عمر کی پچیسویں منزل میں قدم رکھ چکے تھے، پوری دنیا ذات رسالت مآب ﷺ کی پناہ میں تھی، لیکن مکہ میں بظاہر ذات رسالت کو کسی مضبوط پناہ کی ضرورت تھی، چناں چہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ حرم نبوت میں داخل ہوتی ہیں اور ذات رسالت کے لئے ایک مضبوط پناہ بن جاتی ہیں، سرور دو عالم ﷺ جب بھی حالات کی شدت سے متأثر ہوتے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سائبان بن کر سامنے کھڑی ہو جاتیں، انہوں نے اپنی ذات کو ہی ذات رسالت مآب ﷺ کے لئے وقف نہیں کیا بلکہ اپنی زندگی کا سارا سرمایہ ان کے قدموں میں ڈال دیا تھا، دین اسلام کے لئے ایک خاتون کی یہ اوّلین قربانی تھی، اسلامی اقدار وروایات کی تعمیر میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے جو ایثار وقربانی کی تاریخ مرتب کی ہے، اسے دنیا کبھی فراموش نہیں کر سکتی، رفیق رسالت مآب ﷺ کو اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ القوی نے یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ ؎

سیما، پہلی ماں کہف امن واماں
حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام

ذیل میں ہم رسالت مآب ﷺ کی انھیں حق گزار رفاقت سیدہ، جیدہ، طیبہ، طاہرہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذکر خیر کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، جو کائنات کی تمام خواتین کے لئے بجا طور پر نمونۂ حیات اور آئیڈیل ہیں، کاش! ہماری ماں بہنیں ان کی پاکیزہ روش کو اپنا لیں تو خدا کی قسم! ان کی دنیا وآخرت دونوں کامیابیوں سے ہمکنار ہو جائیں۔

ولادت باسعادت

آپ شہر مکہ کے ایک عالی نسب اور معزز ترین قبیلۂ قریش سے تعلق رکھتی تھیں، آپ کی ولادت عام الفیل سے ۱۵ رسال قبل مکہ مکرمہ میں ہوئی، آپ کے والد کا نام خویلد ابن اسعد اور والدہ کا نام فاطمہ تھا، سلسلۂ نسب اس طرح ہے: خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن

عبدالعزی بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔ (اسد الغابہ، جلد ۷ رص ۸۱)

حضرت خدیجہ کی والدہ کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے: فاطمہ بنت زید بن اصم بن رواحہ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی، قصی پر پہنچ کر آپ کا سلسلۂ نسب حضور نبی کریم ﷺ سے مل جاتا ہے۔

دیگر خصائل وفضائل کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ بھی فضلیت حاصل ہے کہ دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی نسبت آپ کا سلسلۂ نسب صرف چار واسطوں سے رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب مبارک سے مل جاتا ہے، چناں چہ آپ کا سلسلۂ نسب (۱) خویلد بن (۲) اسد بن (۳) عبدالعُزیٰ بن (۴) حضرت قصی سے جا ملتا ہے جو حضور ﷺ کے پانچویں جد محترم ہیں۔

خاندانی پس منظر

حضرت خدیجہ کے والد اپنے قبیلے کے نہایت ہی معزز، غیرت منداور بااخلاق انسان تھے، بت پرستی سے دور ونفور تھے، مؤحد تھے، مکہ آکر آباد ہوئے، جہاں اپنے چچازاد بھائی عبدالدار بن ابن قصی کے حلیف بنے اور یہیں فاطمہ بنت زائدہ سے شادی کی، جن کے بطن سے حضرت خدیجہ پیدا ہوئیں، جلد ہی کا شمار قریش کے معزز اور دولت مند افراد میں ہونے لگا، انھوں نے تجارت کو اپنا پیشہ بنایا اور اس میں اتنی محنت ولگن سے کام کیا کہ بہت جلد مکہ میں ایک ''برانڈ'' کی حیثیت سے متعارف ہوئے، چناں چہ مکہ میں جو اشیا بیرونی ممالک کی دکھائی دیتیں ان میں سے اکثر انھیں کی امپورٹ کی ہوئی ہوتیں، کل ملا کر ان کا امپورٹ ایکسپورٹ کا اچھا خاصا بزنس تھا۔

ان کا خاندان زمانۂ جاہلیت کے تمام برے کاموں سے سخت بیزار اور متنفر رہتا تھا، اہل خاندان برے کاموں میں ملوث لوگوں کو حقارت بھری نگاہوں سے دیکھتے اور قطع تعلق رکھتے تھے، عرب معاشرے میں لڑکیوں کی پیدائش کو منحوس سمجھا جاتا تھا اور ان کے پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کرنے کی رسم بد تھی، لیکن بنو اسد میں لڑکیوں کو نجس نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ لڑکیوں کی پرورش بھی لڑکوں کی طرح شفقت ومحبت سے کی جاتی تھی اور ان کی تعلیم وتربیت کا مکمل خیال رکھا جاتا تھا۔

خویلد نے فجار کی لڑائی میں اپنے قبیلے کی قیادت کی، جب تبع حجر اسود کو اکھیڑ کر یمن لے گیا تو اسے واپس لانے میں بھی ان کی کوشش کا اہم رول تھا، عام الفیل کے ۲۰ رسال بعد ہونے والی اس جنگ ''فجار'' میں ان کا قتل ہو گیا، جس کے بعد تجارت کا مکمل بوجھ آپ کے کاندھوں پر آ گیا، جسے آپ نے نہایت ہی مستعدی کے ساتھ سنبھالا۔

اس دور جاہلیت میں جب عورتوں کی کوئی عزت وعظمت نہ تھی، کوئی معاشرتی حقوق نہ تھے، جب عورتیں سامان خرید وفروخت کی طرح نہایت ہی بے دردی کے ساتھ بیچی اور خریدی جا رہی تھیں اور جب انھیں صرف ظلم وستم کے لئے تختۂ مشق تصور کیا جاتا تھا، اس وقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ پورے مکہ میں اپنی عفت وپاک دامنی کے سبب ''طاہرہ'' کے لقب سے مشہور ومعروف تھیں، قبیلۂ قریش میں آپ کی فہم وفراست، عزت وعظمت، جاہ وحشمت، فضل وشرافت، ذہانت وفطانت اور تجارتی مہارت کا عالم یہ تھا کہ آپ نے دور دراز تک پھیلے اپنے والد کا کاروبار نہایت ہی کامیابی کے ساتھ سنبھال رکھا تھا، سیکڑوں افراد کی روزی روٹی آپ کے کاروبار سے وابستہ تھی، اہل مکہ آپ کو ایک کامیاب اور بااثر تاجرہ کی حیثیت سے جانتے تھے، اہل فہم وفکر کے نزدیک آپ ایک دانشور، مدبر اور متأثر کن شخصیت کی حامل خاتون تھیں۔

اکثر اہل مکہ تجارت پیشہ تھے، مشرقی ممالک سے درآمد اشیائے خورد ونوش اور دیگر مصنوعات کشتیوں کے ذریعہ یمنی بندرگاہوں تک پہنچتی تھیں، جہاں سے اہل مکہ بالخصوص تاجران قریش انھیں خرید کر بحیرۂ روم کی بندرگاہوں اور شام کے شہروں میں فروخت کرتے اور پھر وہاں سے مغربی ممالک سے درآمد اشیا خرید کر یمنی بندرگاہوں اور شہروں میں فروخت کرتے تھے، اہل قریش کی یہ تجارت بڑے پیمانے پر ہوا کرتی تھی جس کے سبب اکثر اہل قریش متمول اور مالدار تھے، نہایت ہی فارغ البالی اور خوشحالی کے ساتھ ان کے شب و

روز گزر رہے تھے، ان نامور تاجروں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اسم گرامی سرفہرست تھا، تجارتی قافلوں میں جتنا مال تجارت تمام اہل قافلہ کا ہوتا اتنا صرف حضرت خدیجہ کا ہوتا تھا۔

حالاں کہ ان کی دولت کا ایک بڑا حصہ انھیں اپنے والد سے وراثت میں ملا تھا لیکن خود ان کی کوششوں سے بھی ان کا کاروبار بہت وسیع ہوا تھا، وہ خود انفرادی طور پر بھی ایک کامیاب کاروباری خاتون تھیں جن میں بہت خود اعتمادی تھی، وہ اپنے کاروبار کے مختلف کاموں کے لیے لوگوں کی خدمات حاصل کرتی تھیں، حضرت خدیجہ کا طریقۂ تجارت یہ تھا کہ آپ کا مال تجارت لے جانے والے یا تو ملازم ہوتے جن کی اجرت یا تنخواہ مقرر ہوتی، انھیں نفع ونقصان سے کوئی سروکار نہ ہوتا، یا نفع میں ان کا کوئی حصہ مثلاً نصف، تہائی یا چہارم مقرر ہوتا، اگر نفع ہوتا تو وہ اپنا حصہ لے لیتے، بصورت دیگر ساری ذمہ داری آپ پر ہوتی۔

انھوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ایک بہت بڑا بزنس اپمائر کھڑا کیا تھا اور اس سے بھی بڑی حیرت واستعجاب کی بات یہ تھی کہ کئی ممالک میں پھیلا اپنا یہ کاروبار وہ اپنے گھر میں ہی رہ کر نہایت کامیابی کے ساتھ ہینڈل کیا کرتی تھیں، مکہ کے بڑے بڑے امرا اور بزنس مین یونہی آپ سے مناکحت کے خواہاں نہ تھے، انھیں آپ کی ان خداداد صلاحیتوں کا بخوبی علم تھا، انھیں اس نکاح سے ایک مثالی شریک حیات کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب ''بزنس تھینک ٹینک'' بھی حاصل ہوتی نظر آرہی تھی، جبکہ آپ کی ان میں قطعی کوئی دل چسپی نہ تھی، بلکہ آپ نے اب آگے نکاح کا ارادہ ہی ترک کر دیا تھا، لیکن قدرت نے آپ کی قسمت میں ایک ایسے ''انسان کامل'' کو مقدر فرمایا تھا جو ہر میدان میں اکمل ہے، جس کی عظمت وسربلندی کے آگے سلاطین زمانہ بھی دریوزہ گری کرتے نظر آتے ہیں، جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے اس انسان کامل سے تجارتی معاملات کئے اور اس کی سحر انگیز شخصیت کو قریب سے دیکھا تو اپنا ارادہ ترک کر کے اسی کی ہو کر رہ گئیں۔

حضور ﷺ کے چچا ابو طالب جنھوں نے آپ کی پرورش وپرداخت کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے رکھی تھی، انھوں نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ کئی لوگ خدیجہ کا مال تجارت لے کر شام جا رہے ہیں، اگر تم چاہو تو وہ تمہیں دوسروں پر ترجیح دیں گی، کیوں کہ وہ تمہارے اوصاف حمیدہ سے واقف ہیں، لیکن حضور ﷺ نے خاموشی اختیار کی، بلکہ ایک روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا: وہ خود ہی مجھے بلائیں گی۔

اِدھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ بھی کسی ایسے فرد کی ضرورت محسوس کر رہی تھیں جو پوری امانت ودیانت کے ساتھ ان کی ترقی پذیر تجارت اور اس سے جڑے ملازمین کی سربراہی کر سکے، چوں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت وصداقت شہر مکہ اور اطراف میں ضرب المثل تھی، اپنے بے گانے سبھی آپ کے اخلاق وکردار کے معترف ومداح تھے، جس سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی بخوبی واقف تھیں، چناں چہ اس اہم ذمہ داری کے لئے ان کی نظر انتخاب کئی مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ پر پڑی مگر کبھی انھیں پیش کش کی جرأت نہ ہوئی لیکن جیسے ہی انھیں چچا اور بھتیجے کی اس گفتگو کی کا علم ہوا تو فوراً حضور کو پیغام بھیجا اور کہا:

''آپ تکلیف دینے کی وجہ وہ بات ہے جو مجھے آپ کی سچائی، امانت داری اور اخلاق حسنہ کے بارے میں پہنچی ہے، اگر آپ میرا مال تجارت اپنی نگرانی میں لے جائیں تو اس سے زیادہ معاوضہ آپ کو پیش کروں گی جو قریش کے دوسرے لوگوں کو دیتی ہوں۔''

(دلائل النبوۃ، جلد ۱ ص ۱۷۳)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کی اس پیش کش کو قبول فرمایا اور اپنی نگرانی میں مال تجارت لے کر ملک شام روانہ ہوئے، اس موقع پر حضرت خدیجہ نے اپنے معتمد غلام میسرہ کو بھی حضور کے ساتھ بھیجا اور اسے تاکید کی کہ ان کا خیال رکھنا اور کبھی ان کی حکم عدولی نہ کرنا، حضور مال تجارت کے ساتھ بازار تشریف لے گئے، دوران تجارت ایک شخص سے کسی بات کو لے کر کہا سنی ہو گئی، اس شخص نے کہا:

''یہ بات ہے تو لات وعزّیٰ کی قسم کھائیے، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: میں ان دونوں کی قسم کبھی نہیں کھاتا بلکہ جب میں ان کے پاس سے گزرتا ہوں تو ان سے منہ پھیر لیتا ہوں، اس شخص نے کہا: آپ کی بات حق ہے، پھر وہ میسرہ کو ایک طرف لے جا کر بولا: اے میسرہ! یہ نبی ہیں، قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، یہ وہی شخصیت ہے جس کی صفات ہمارے علما اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔'' (دلائل النبوۃ، جلد ۱ رص ۱۷۴ – ۱۷۳)

تجارت سے فراغت کے بعد واپسی کے لئے جب حضور اونٹ پہ سوار ہوئے تو میسرہ نے دیکھا کہ دو فرشتے دھوپ سے حفاظت کے لئے آپ پر سایہ کر رہے ہیں، اس بار کاروبار میں کئی گنا زیادہ منافع ہوا تھا، چناں چہ میسرہ نے خوش ہو کر میں نے اتنا زیادہ نفع کبھی نہیں دیکھا، یہ سب حضور کے قدموں کی برکت ہے، حضور نبی کریم ﷺ جب دوپہر کو مکہ میں داخل ہو رہے تھے تو آپ کو دھوپ کی تپش سے بچانے کے لئے فرشتے آپ پر سایہ فگن تھے، یہ حیرت انگیز نظارہ حضرت خدیجہ نے اپنے گھر کے بالا خانے سے ملاحظہ کیا اور پڑوس کی عورتوں کو بھی دکھایا جسے دیکھ کر وہ تمام عورتیں بھی انگشت بدنداں تھیں۔ (زرقانی علی المواہب، جلد ۱ رص ۱۹۹)

میسرہ نے آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کے حسن سلوک، اخلاق و کردار، صدق وصفا، امانت و دیانت، تجارتی ہنر مندی، اموال تجارت کی کئی گنا منافع بخش فروختگی کے ساتھ ساتھ دھوپ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فرشتوں کا سایہ فگن ہونا، یہودی شخص اور راہب کی پیشین گوئی جیسی باتیں تفصیل سے بتائیں جو آپ کے لئے باعث فرحت ومسرت ثابت ہوئیں اور ان غیر معمولی واقعات سے آپ متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔

آقائے کائنات ﷺ سے آپ کا نکاح

حضور ﷺ کی امانت و دیانت کی تو آپ پہلے ہی سے قائل تھیں، اب حضور سے متعلق سفر شام کے واقعات سن کر اور فرشتوں کا آپ کے لئے سایہ فگن ہونا دیکھ کر مزید آپ کی گرویدہ ہو گئیں، دل نے آواز دی کیوں نہ اس پاک طینت، عظیم الشان اور خوبرو نوجوان کو شریک حیات بنا لیا جائے، چناں چہ آپ نے اپنے دل کی بات اپنی سہیلی نفیسہ بنت منیہ سے کہی، ان کی سہیلی اس واقعہ کی روداد کچھ اس طرح سناتی ہیں:

''خدیجہ نے نکاح سے قبل نبی کریم ﷺ کے پاس مجھے بھیجا تاکہ میں آپ کی مرضی معلوم کر سکوں، میں نے جا کر ان سے کہا'' آپ کو شادی سے کس چیز نے روکا ہے؟ فرمایا: میرے پاس کیا رکھا ہے جو میں شادی کر لوں؟ میں نے کہا: اگر مال کی طرف سے آپ کو بے پرواہ کر دیا جائے اور صاحب ثروت، حسین وجمیل اور ہم کفو خاتون سے نکاح کی دعوت دی جائے تو کیا آپ اسے قبول فرمالیں گے؟ آپ نے فرمایا'' وہ کون ہے؟'' میں نے کہا'' خدیجہ'' آپ نے فرمایا: مجھے منظور ہے۔'' (الاصابہ، جلد ۸ رص ۱۰۱)

ابن اسحاق نے اسے یوں روایت کیا:

''حضرت خدیجہ ایک نہایت دور اندیش، شریف النفس، دانش مند خاتون تھیں اللہ نے انھیں معزز اور صاحب ثروت بنایا تھا، میسرہ سے ان واقعات کو سن کر اس بات کی متمنی ہوئیں کہ حضور نبی کریم ﷺ انھیں اپنی زوجیت سے سرفراز فرمائیں تو حضور کو انھوں نے اس طرح پیغام بھیجا کہ اے میرے چچا زاد! چونکہ آپ مجھ سے قرابت قومی رکھتے ہیں، آپ پوری قوم میں محترم ہیں، امانت و دیانت، حسن خلق اور صدق مقال کے اوصاف سے متصف ہیں لہٰذا مجھے آپ کے ساتھ رغبت ہے، میں آپ کی زوجیت کی خواہش رکھتی ہوں۔

حضرت خدیجہ قریش کی عورتوں میں اعلیٰ نسب والی اور سب سے زیادہ مالدار تھیں، قریش کا ہر شخص اس بات کا خواہاں تھا کہ کاش! وہ آپ سے شادی کر سکتا۔'' (البدایہ والنہایہ، جلد ۲ رص ۲۷۳ – ۲۷۲)

حضرت خدیجہ نے مذکورہ واقعات دیکھ اور سن کر اپنی دور اندیشی وفراست باطنی سے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ کوئی معمولی ہستی

نہیں، ضرور مستقبل کی کوئی با کمال اور یگانۂ روزگار ہستی ہے، تو کیوں نہ ایسے عظیم اور محترم شخص کی رفاقت حاصل کی جائے، مکہ کے بڑے بڑے امرا اور رؤسا کو ٹھکرا کر ایک دریتیم کو اپنا شریک حیات منتخب کرنا آپ کی طہارت باطنی اور شرافت پسندی کی روشن دلیل ہے۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب اور خاندان کے دیگر مخصوص حضرات جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے، سے مشورے لئے، اِدھر حضرت خدیجہ نے بھی اپنے چچا عمرو بن اسد اور چچا زاد بھائی ورقہ ابن نوفل وغیرہ سے رائے مشورہ کیا، پھر طرفین کی رضامندی کے بعد تاریخ نکاح متعین ہوئی اور نبی کریم ﷺ تاریخ مقررہ پر ابو طالب اور تمام اکابر خاندان جن میں آپ کے چچا حضرت حمزہ بن عبد المطلب، حضرت ابو بکر صدیق اور قبلۂ مضر کے روسا بھی تھے، کے ہمراہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مکان پر تشریف لائے، حضرت خدیجہ نے بھی اپنے چچا عمرو بن اسد کے ساتھ ہی اپنے خاندان کے دیگر بڑوں کو جمع کیا تھا، ابو طالب نے خطبۂ نکاح پڑھا، عمرو بن اسد کے مشورہ سے ۵۰۰ رطلائی درہم مہر قرار پایا، اس طرح حضرت خدیجہ حرم نبوت میں داخل ہو کر پہلی ''ام المومنین'' کے شرف سے ممتاز ہوگئیں، اس وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی عمر چالیس سال کی تھی۔

اس سے قبل یکے بعد دیگرے حضرت خدیجہ کے دو نکاح ہوئے تھے اور دونوں شوہروں کے فوت ہو جانے کے سبب آپ نے اور نکاح کا خیال ذہن سے نکال دیا تھا، یہی وجہ تھی کہ مکہ کے بڑے بڑے امرا اور رؤسا نے آپ کو نکاح کے پیغامات بھیجے لیکن آپ نے کسی کی طرف ذرّہ برابر بھی التفات نہ فرمایا۔

اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ نے نکاح سے قبل ایک خواب دیکھا تھا کہ سورج اُن کے گھر میں اُتر آیا ہے جس کا نور اُن کے گھر سے پھیل رہا ہے، یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کا کوئی گھر ایسا نہیں بچا جو اُس نور سے روشن نہ ہوا ہو، جب وہ بیدار ہوئیں تو یہ خواب اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بیان کیا، جو ایک ماہر عالم اور نجومی تھے، اُنھوں نے اس خواب کی یہ تعبیر بتائی کہ آفتاب نبوت ﷺ تم سے نکاح کریں گے جو بالکل درست ثابت ہوا۔

اس سلسلے میں یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ مکہ کی عورتیں جاہلیت کی کسی عید کے موقع پر جمع تھیں جن میں حضرت خدیجہ بھی شامل تھیں، اچانک ایک شخص ظاہر ہوا جس نے بلند آواز سے یہ ندا کی کہ: اے مکہ کی عورتو! تمہارے شہر میں عنقریب ایک نبی ظاہر ہوگا جس کا نام ''احمد'' ہوگا، تو تم میں سے جو عورت ان کی زوجہ بننے کا شرف حاصل کر سکے تو وہ ایسا ضرور کرے، اس پر تمام عورتوں نے اس منادی کو کنکریاں ماریں لیکن حضرت خدیجہ نے اسے ایک بھی کنکر نہیں مارا۔

آغاز وحی اور حضرت خدیجہ کی بالغ نظری

آثار و قرائن، واقعات و حالات اور پیشن گوئیوں سے حضرت خدیجہ کو یہ یقین ہو چلا تھا کہ ان کے شریک حیات ہی وہ آخری نبی ہیں جن کی بعثت کی بشارت حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام نے دی ہے، اس کے بعد حضور سے آپ کی عقیدت و محبت میں روز افزوں اضافہ ہونے لگا اور اس بات کی آرزو بھی کہ جلد سے جلد وہ ساعت سعید آجائے جب حضور اپنی نبوت کا اعلان فرمائیں اور اسی شوق و لگن میں وہ بار بار ورقہ بن نوفل سے بعثت نبوی کے بارے میں دریافت فرماتیں، چناں چہ زبیر بن بکار سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ جب جب ورقہ بن نوفل سے نبی آخر الزماں کی بعثت کے بارے میں دریافت کرتیں تو وہ جواب دیتے: میرا گمان ہے کہ یہ وہی نبی ہیں، جن کی بشارت حضرت موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) نے دی ہے۔

حضرت خدیجہ بحیثیت بیوی

بحیثیت بیوی ایک عورت کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے شوہر کے ہر دکھ سکھ میں ساتھ دے، اس کی رضا و خوشنودی کا خیال رکھے، بیوی پر بعض اہم فرائض عائد ہوتے ہیں، جن کو ادا کر کے ایک عورت اپنے گھر، اپنے سماج اور معاشرے کو جنت نشان بنا کر خود

بھی اپنی عاقبت سنوارتی ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے افضل مال ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور صالح بیوی ہے، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورت اس وقت تک ایمان کی حلاوت نہیں پاسکتی جب تک وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے۔

چناں چہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی جاں نثار تھیں، اعلان نبوت سے قبل ایک وفا شعار رفیقۂ حیات کی حیثیت سے تاحیات حضور کی رفاقت میں رہیں، آپ کی سیرت طیبہ بحیثیت بیوی ہر مسلم خاتون کے لئے نمایاں اور قابل تقلید ہے، اپنی جان، مال سب کچھ اپنے شوہر پر نچھاور کر دیا، اعلان نبوت کے بعد نبی کریم ﷺ کے خلاف مخالفتوں کا ایک طوفان سا برپا ہو گیا، انھیں امین وصادق تسلیم کرنے والے بھی ''ساحر'' گردانے لگے، ایسے میں حضرت خدیجہ ہی وہ ہستی تھیں جنھوں نے نبی کریم ﷺ کی دلجوئی فرمائی اور انھیں ہمت وحوصلہ دیا، آپ نے آغاز وحی کے دن جس فہم وفراست کا ثبوت دیا وہ تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہے، چناں چہ حدیث پاک میں ہے:

''غار حرا میں اچانک جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ پڑھئے، حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں، آپ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے سینے سے لگا کر اتنے زور سے بھینچا کہ میری طاقت جواب دے گئی، پھر مجھے چھوڑ کر کہا کہ پڑھئے، میں نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں، فرشتے نے مجھے پھر اتنی طاقت سے بھینچا کہ مجھ کو سخت تکلیف محسوس ہوئی، پھر اس نے کہا کہ پڑھئے! میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، فرشتے نے تیسری بار مجھے بھینچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے، پڑھئے اور آپ کا رب بڑی ہی عظمت والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان آیتوں کے ساتھ اس حال میں غار حرا سے واپس ہوئے کہ آپ کا دل اس انوکھے واقعہ سے کانپ رہا تھا، آپ حضرت خدیجہ کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھا دو، مجھے کمبل اڑھا دو، انھوں نے آپ کو کمبل اڑھا دیا، یہاں تک کہ خوف کی کیفیت جاتی رہی، پھر آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پورا واقعہ سنایا اور فرمایا: میری جان خطرے میں ہے، آپ کی رفیقۂ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ تو صلہ رحمی کرنے والے، بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھنے والے، مفلسوں کے لیے کمانے والے، مہمان نوازی کرنے والے اور راہ حق میں مصائب برداشت کرنے والے ہیں۔

پھر مزید تسلی کے لیے حضرت خدیجہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جو زمانۂ جاہلیت میں نصرانی ہو چکے تھے اور عبرانی زبان میں پڑھنے لکھنے کے ماہر تھے، چناں چہ اس وقت انجیل کو حسب منشائے خداوندی عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے، وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے یہاں تک کہ ان کی بینائی بھی رخصت ہو چکی تھی، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اے میرے چچا زاد بھائی! ذرا اپنے بھتیجے (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بات سنو! ورقہ بن نوفل نے دریافت کیا: اے میرے بھتیجے! کیا معاملہ ہے، ذرا تفصیل بتاؤ، چناں چہ حضور نے از اوّل تا آخر پورا واقعہ سنا دیا، جسے سن کر ورقہ بے اختیار بول اٹھے کہ یہ تو وہی ناموس ہے جسے اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا، کاش! میں آپ کے اعلان نبوت کے وقت جوان ہوتا، کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا: کیا میری قوم مجھے اس شہر سے نکال دے گی؟ ورقہ نے کہا: ہاں! جو پیغام آپ لے کر آئے ہیں، وہ جو بھی لے کر آیا لوگ اس کے دشمن ہو گئے، اگر مجھے آپ کے اعلان نبوت کا زمانہ مل گیا تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا، مگر ورقہ کچھ دنوں کے بعد انتقال کر گئے، پھر کچھ عرصہ تک وحی کا سلسلہ

موقوف رہا۔ (بخاری شریف، جلد اوّل، ص ۲ – ۳)

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ حضرت خدیجہ نے نبی کریم ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے یوں کہا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں خدیجہ کی جان ہے، مجھے امید قوی ہے کہ آپ ہی اس امت کے آخری نبی ہیں۔''

(سیرت ابن ہشام، جلد ۱ ص ۲۵۴)

سب سے پہلے ایمان سے سرفراز ہونے والی خاتون

جس وقت نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا، اس وقت پورے شہر مکہ میں خاموشی چھا گئی، کسی نے حضور کی آواز پر لبیک نہیں کہا، ہر سمت سے سنّاٹا تھا، کسی نے نبی کریم ﷺ کی تصدیق نہ کی! صرف انھیں جھٹلانے والوں کا شور تھا، ایسے پر خطر ماحول میں نبی ﷺ کی تصدیق کے لئے اگر کسی کی آواز عرب کے اس ظلمت وضلالت بھرے ماحول میں گونج رہی تھی تو وہ تھی سیدہ طاہرہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات بابرکات جن کے لبوں پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا سرمدی ترانہ جاری تھا۔

آپ کو مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کو ان کی خوشی کس قدر عزیز تھی کہ ان کے وصال کے بعد بھی آپ کی کوئی محفل ان کے ذکر سے خالی نہیں ہوتی تھی، یہی نہیں بلکہ آقائے کریم ﷺ نے ان عورتوں کو بھی کبھی فراموش نہیں کیا جو حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کی صف میں آتی تھیں یا ان سے محبت کرتی تھیں، ہر اہم موقع پر ان کو تحفہ وتحائف بھی بھیجا کرتے تھے، تاریخ میں میاں بیوی کے درمیان ایسی محبت کی نظیر نہیں ملتی، اگر ہماری ماں بہنیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو اپنا آئیڈیل بنالیں تو اسلامی معاشرہ بہت ساری لعنتوں محفوظ ہو جائے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی تمام اولاد کرام آپ سے

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولادوں میں چار شہزادیاں ہیں جبکہ شہزادوں کی تعداد میں اختلاف ہے کچھ نے تین شمار کیا ہے (۱) حضرت قاسم (۲) حضرت عبداللہ (۳) حضرت ابراہیم اور کچھ نے پانچ شمار کیا ہے (۴) حضرت طیب (۵) حضرت طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہم! لیکن اکثر تین پر متفق ہیں اور اس سلسلے میں یہ کہا گیا کہ طیب وطاہر حضرت عبداللہ ہی کا لقب تھا، بہر حال اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضور کی تمام اولادیں سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہی بطن مبارک سے تولد ہوئیں، صاحبزادوں میں (۱) حضرت قاسم (۲) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور صاحبزادیوں میں (۳) حضرت زینت (۴) حضرت رقیہ (۵) حضرت ام کلثوم اور (۶) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن، صاحبزادوں کی قدر تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) سب سے پہلے شہزادۂ اکبر حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت مکہ مکرم میں ہوئی، جنھوں نے ۲ رسال کی عمر پائی اور اعلان نبوت سے پہلے ہی انتقال فرما گئے، حضور نے انہیں کے نام سے ''ابوالقاسم'' کنیت اختیار فرمائی۔

(۲) دوسرے شہزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلان نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور ایک سال ۶ رماہ ۸ ردن کی عمر پا کر طائف میں انتقال فرما گئے۔

(۳) تیسرے شہزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے تھے، یہ حضور نبی کریم ﷺ کی آخری اولاد ہیں، سن ۸ رہجری میں ولادت ہوئی اور تقریباً ۱۶ رماہ کی عمر گزار کر ۱۰ رہجری میں انتقال فرمایا۔

حضرت خدیجہ تمام ازواج مطہرات سے افضل ہیں

دیگر فضائل وخصائل کے ساتھ ساتھ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تمام امہات المومنین میں افضل ہونے کا شرف بھی حاصل ہے، چناں چہ حضرت ابوامامہ بن نقاش فرماتے ہیں:

''حضرت خدیجہ کی سبقت اوّل اسلام میں ان کی تاثیر اور دین خدا کے قیام ونصرت اور اس کی تقویت کے لئے اپنے مال کو خرچ

کرنے میں ہے، جس میں ان کا کوئی شریک نہیں، نہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور نہ دیگر امہات المومنین۔''

(زرقانی علی المواہب، جلد ۳/ص ۲۲۶)

فروغ اسلام کے لئے حضرت خدیجہ کی مالی قربانیاں

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پچیس سالوں تک بلا شرکت غیر نبی کریم ﷺ کی رفاقت وزوجیت نصیب ہوئی، اس دوران آپ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت واطاعت، عزت وعظمت، الفت ومحبت، عقیدت واحترام اور وفاشعاری وفرماں برداری کی وہ روایت قائم کی کہ جس کی نظیر نہیں ملتی، آپ نے اپنا مال ومتاع، درہم ودینار اور زمین وجائداد سب کچھ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا، نکاح کے بعد اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے فرمایا:

''یہ سارا مال لے کر محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور کہو کہ یہ سب مال میری طرف سے ان کی خدمت میں ہدیہ ہے، اب یہ اُن کی ملکیت ہے، جس طرح چاہیں اس کو خرچ کریں اور ان سے یہ بھی کہہ دینا کہ میرے پاس جو کچھ ہے، میرا مال، میرے غلام اور جو جو چیزیں میرے ماتحت، تصرف یا قبضہ میں ہیں، میں نے سب کا سب ان کو ہبہ کیا، آپ کے ارشاد کے مطابق ورقہ بن نوفل گئے اور زمزم ومقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر نہایت بلند آواز سے لوگوں کو پکارا: اے گروہ عرب! حتمی طور پر خدیجہ تمہیں اس بات پر گواہ بناتی ہیں کہ انہوں نے اپنے نفس، اپنے مال، اپنے غلام وخدام اور وہ تمام چیزیں جن کی وہ مالکہ ہیں، از قسم چوپایہ واموال اور ہدایا وغیرہ سب کچھ محمد کو ہبہ کیا اور جو کچھ خدیجہ نے انہیں ہبہ کیا، انہوں نے قبول فرمالیا ہے، خدیجہ نے اپنا سارا مال ومتاع ان کی جلالت وعظمت کے پیش نظر اور ان کی طرف رغبت کرتے ہوئے ہبہ کیا ہے، لہٰذا تم سب لوگ اس بات پر گواہ رہو۔''

جس کا ذکر اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں یوں فرمایا:

''ووجدک عائلاً فاغنیٰ۔ یعنی (اے محبوب) تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔'' (سورۂ والضحیٰ، آیت ۸)

امام نسفی نے اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی:

''فاغناک بمال خدیجۃ۔ یعنی نبی کریم ﷺ کو حضرت خدیجہ کے مال کے ذریعہ غنی کر دیا۔'' (تفسیر نسفی، جلد ۴/ص ۶۶۴)

حضرت خدیجہ نے اپنی ملک گیر تجارت سے حاصل ہونے والی بے پناہ رقم کو اسلام کی ترویج واشاعت میں صرف کیا، چناں چہ اعلان نبوت کے کچھ عرصہ قبل کا واقعہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک دفعہ مکہ سے باہر تشریف لے گئے، آپ نے دیکھا کہ پہاڑوں کی وادی میں ایک قافلہ پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے، اہل قافلہ انتہائی مفلوک الحال، بھوک پیاس سے نڈھا ہو چکے ہیں، جسم پر کپڑے تک نہ تھے، غریبوں کے غم خوار نبی نے ان لوگوں کی حالت دیکھی تو بہت غمگین ہوئے، گھر تشریف لائے اور چادر اوڑھ کر لیٹ گئے، حضرت خدیجہ کو تشویش ہوئی آپ نے خیریت دریافت کی تو حضور نے اس قبیلے کا حال کہہ سنایا اور فرمایا: میرے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ میں ان کی مدد کروں، یہ سن کر حضرت خدیجہ تڑپ اٹھیں اور کہا: ''حضور ذرا مکہ کے فلاں، فلاں سرداروں کو بلائیے، آپ نے ایسا ہی کیا، اتنی دیر میں حضرت خدیجہ نے اشرفیوں کا ڈھیر لگا دیا کہ جب حضور ﷺ واپس تشریف لا کر بیٹھے تو اس ڈھیر کے پیچھے چھپ گئے، حضرت خدیجہ نے تمام سرداران قریش کو مخاطب کر کے فرمایا'' آپ سب گواہ رہیے کہ میں نے یہ ساری دولت محمد (ﷺ) کو دے دی، وہ جیسے چاہیں اسے خرچ کریں، اہل سیر اور محدثین فرماتے ہیں:

(۱) دعوت ذوالعشیرہ کے سہ روزہ اجلاس کے انتظامات اور دسترخوان کو حضرت خدیجہ ہی کے مال سے سجایا گیا۔

(۲) ہجرت حبشہ جس کے پہلے قافلہ میں ۱۱/مرد اور ۴/عورتیں، دوسرے قافلے جس میں ۸۵/مرد اور ۱۷/مستورات شامل تھیں، ان کی آمد

(۳) سابقون الاوّلون جو کہ انتہائی پسماندہ اور مکہ کے غریبین ترین، نادار و مفلس، غلاموں اور کنیزوں پر مشتمل طبقہ تھا، اہل مکہ نے جن پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا اور مکہ کا چپہ چپہ ان کا دشمن بنا ہوا تھا، ان کے جملہ اخراجات اور حضور ﷺ کی جانب سے کی جانے والی استعانت مال خدیجہ ہی سے تھی۔

(۴) مکہ کی شدید قحط سالی کے زمانے میں اہل اسلام کے علاوہ پورے مکہ اور اطراف و جوانب کے پریشان حال لوگوں کی مدد اور خوراک کی فراہمی بھی آپ کے مال سے ہوئی۔

(۵) بعثت نبوی کے ساتویں سال محرم الحرام سے لے کر بعثت نبوی کے نویں سال ذی الحجہ تک شعب ابی طالب میں پورے خاندان بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کی قید و بند کی سختیوں کے دوران پورے قبیلہ کی کفالت اور بعد ازاں حضور کی جملہ ضروریات کے اخراجات بھی حضرت خدیجہ کے مال سے پورے ہوئے۔

(۶) حضور نبی کریم ﷺ کے سفر طائف کے تمام اخراجات حضرت سیدہ خدیجہ کے مال سے ہوئے۔

(۷) غار ثور میں تین شبانہ روز قیام اور مدینہ منورہ جانے کے لئے سواری اور اہل اسلام کی ہجرت مدینہ کے تمام اخراجات آپ ہی کے مال سے ادا ہوئے۔

(۸) عالم اسلام کی پہلی مسجد قبا کے لئے خریدی جانے والی زمین کے لئے دس ہزار دینار، آپ ہی کے مال سے ادا ہوئے۔

(۹) اصحاب صفہ کے جملہ اخراجات حضرت خدیجہ ہی کے مال سے ادا ہوتے رہے۔

(۱۰) ہجرت مدینہ کے لئے مکہ کے بیکس و مجبور، مظلوم و ستم رسیدہ، فاقہ کش و نادار، غریب مہاجرین جو ابھی تک کفار مکہ اور صنادید قریش کے پنجۂ ظلم و ستم میں سسک رہے تھے، جن میں مؤذن رسول حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی بھی شامل ہے، ان کی آزادی کے عوض کفار مکہ نے کئی سو گنا زیادہ رقم کا مطالبہ کیا جو حضرت خدیجہ ہی کے پاکیزہ مال سے ادا کی گئی۔

غرض کہ اسلام کی رگوں میں دوڑنے والے خون کا ایک ایک قطرہ اور اس کے عظیم الشان قلعہ کی ایک ایک اینٹ ام المومنین حضرت سیدہ جیدہ طیبہ طاہرہ کے مبارک و مسعود مال کا رہین منت ہے۔

عورتوں میں تبلیغ اسلام

حضرت خدیجہ ایمان لانے کے بعد اپنے عزیز از جاں شوہر اور ان کے تبلیغی کے مشن میں دل و جان سے جٹ گئیں، آپ نے خواتین میں تبلیغ اسلام کی کمان سنبھال لی، آپ کی مسلسل کوششوں سے بے شمار خواتین حلقہ بگوش اسلام ہوئیں، جن میں ام فضل، اسما بنت ابوبکر، ام جمیل، فاطمہ بنت خطاب، اسماء بنت عمیس کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

امتیازات و خصوصیات

۱ اعلان نبوت کے بعد سب سے پہلے آپ ہی نے نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کی تصدیق کی اور ایمان و اسلام کی لازوال دولت سے مالا مال ہوئیں، اس طرح آپ دنیا کی سب سے ''پہلی مسلمان'' تھیں۔

۲ سب سے پہلی ''ام المومنین'' ہونے کا مقام و مرتبہ آپ کے حصے میں آیا۔

۳ حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہی کے گھر سے اسلام کا نور چمکا اور پوری کائنات کو روشن و منور کیا نیز اسی میں سیدۂ کائنات حضرت خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی تمام خواہرات کی ولادت باسعادت ہوئی، حضور جب تک مکہ مکرمہ میں رہے اسی گھر میں رہے اور حضرت خدیجہ کا وصال بھی اسی مقدس گھر میں ہوا۔

۴ مکہ معظّمہ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا گھر مسجد حرام کے بعد سب سے افضل ترین جگہ ہے۔

نسب کے لحاظ سے بھی آپ دیگر ازواج مطہرات کی بنسبت حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ قریب تھیں۔

۶ حضرت خدیجہ دنیا کی وہ پہلی خاتون ہیں جنھیں اللہ رب العزت نے اپنا سلام بھیجا۔

۷ تمام ازواج مطہرات میں حضرت خدیجہ کو سب سے زیادہ ۲۵ رسال تک نبی کریم ﷺ کی رفاقت نصیب ہوئی۔

۸ جب حضرت خدیجہ باحیات رہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے کوئی دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔

۹ جس سال حضرت خدیجہ کا وصال ہوا، حضور کو اتنا صدمہ ہوا کہ آپ نے اس سال کا نام ہی ''عام الحزن'' یعنی غموں کا سال رکھ دیا۔

۱۰ حضور نبی کریم ﷺ کو اولاد کی نعمت بھی انھیں کے بطن مبارک سے حاصل ہوئی۔

۱۱ بعد وصال حضرت خدیجہ کی قبر انور میں بنفس نفیس حضور نبی کریم ﷺ اترے اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

۱۲ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے وصال کے بعد بھی کثرت سے آپ کا ذکر خیر فرمایا کرتے تھے۔

۱۳ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کا انگور کھلایا۔

وصال مبارک

نبی کریم ﷺ نے ان کے علاج ومعالجہ، خبر گیری ودلجوئی میں کوئی کسر نہ چھوڑی، بالآخر ۲۵ رسال کا ایک طویل عرصہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی رفاقت میں گزار کر ہجرت سے ۳ رسال قبل ۱۰ ررمضان المبارک کو ۶۵ رسال کی عمر میں آپ نے جان جان آفریں کے سپرد کی، حجون میں مدفون ہوئیں جو مکہ معظّمہ کے ایک بلند مقام پر واقع ہے، جسے ''جنت المعلّٰی'' بھی کہتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ بنفس نفیس خود آپ کو قبر انور میں اتارا، دعائے خیر فرمائی اور سپردِ خاک کیا، اس وقت تک نماز جنازہ مشروع نہیں ہوئی تھی۔ (زرقانی علی المواہب، جلد ۳ رص ۲۲۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

''جس وقت حضرت خدیجہ مرض الموت کی حالت میں تھیں تو نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے خدیجہ! جب تم اپنی سوتنوں سے ملو تو ان کو میرا اسلام کہنا، آپ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے مجھ سے پہلے بھی کسی سے نکاح فرمایا ہے؟ حضور نے فرمایا: نہیں، لیکن جنت میں اللہ میرا نکاح مریم بنت عمران، آسیہ زوجہ فرعون اور کلثم خواہر حضرت موسیٰ سے فرمائے گا اور زبیر ابن بکار کے الفاظ ہیں: حضور مرض الموت کے وقت حضرت خدیجہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے خدیجہ! جو کچھ میں نے تمہارے لئے دیکھا ہے، کیا تم اس سے خوش نہیں، اللہ تعالیٰ اس ناپسندیدگی میں ہی خیر فرمانے والا ہے، یعنی ہماری جدائی کے اس غم میں بھی خیر ہے، تمہیں معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ عنقریب جنت میں تمہارے ساتھ ساتھ میرا نکاح مریم بنت عمران، آسیہ زوجہ فرعون اور کلثم سے فرمائے گا، یہ سن کر آپ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ نے آپ کو یہ خبر دی ہے، حضور نے فرمایا: بے شک۔'' (زرقانی علی المواہب، جلد ۳ رص ۲۲۶)

حضرت خدیجہ بحیثیت ماں

حضرت خدیجہ نے جہاں ایک مثالی اور قابل تقلید بیوی کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیئے، وہیں بحیثیت ماں اپنی اولاد کی ایسی مثالی تربیت فرمائی جو رہتی دنیا تک خواتین اسلام کے لئے نمونۂ عمل ہے، آپ نے نہ صرف اپنی چھ اولاد کی مثالی پرورش وپرداخت کی بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی اپنی اولاد کی طرح پالا پوسا، آپ کے صاحبزادگان حضرت قاسم اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو بچپنے میں ہی راہی ملک عدم ہو گئے، جن کے وصال پر ملال پر آپ نے جس صبر وتحمل کا ثبوت دیا وہ آپ ہی کا حصہ ہے ؎

پھول تو دو چار دن اپنی چمک دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

بقیہ ص ۱۸ ر پر

از: مفتی محمد اسلم رضا میمن *

عبادت وریاضت اور ماہِ رمضان

رمضان شریف اپنی تمام تر برکتوں، رحمتوں اور مبارک ساعتوں کے ساتھ جلوہ گر ہو چکا ہے، یہ مہینہ عبادت وریاضت اور کامیابیوں کے حصول کا مہینہ ہے، ہمیں چاہیے کہ اس مبارک مہینے میں زیادہ سے زیادہ اعمالِ صالحہ بجالائیں، زُہد وتقوی اور پرہیزگاری اختیار کریں؛ کہ اسی میں ہماری عزّت اور دنیا وآخرت کی کامیابی کا راز پوشیدہ ہے، اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔(۱) یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ ہے، جو زیادہ پرہیزگار ہے۔"

رمضان المبارک کو دیگر تمام مہینوں پر فضیلت حاصل ہے، اس مہینے میں اللہ رب العزّت کی عنایتوں اور کرم نوازیوں کا دریا جوش پر ہوتا ہے، اس مبارک مہینے میں عبادت وریاضت کا اجر وثواب بہت بڑھا دیا جاتا ہے، حضرت سیّدُنا ابوسعید خُدری سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، فَلَا يُغْلَقُ مِنْهَا بَابٌ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، وَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يُصَلِّي فِي لَيْلَةٍ، إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ أَلْفاً وَخَمْسَمِئَةِ حَسَنَةٍ بِكُلِّ سَجْدَةٍ، وَبَنَى لَهُ بَيْتاً فِي الجَنَّةِ مِنْ يَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ، لَهَا سِتُّونَ أَلْفَ بَابٍ، لِكُلِّ بَابٍ مِنْهَا قَصْرٌ مِنْ ذَهَبٍ مُوَشَّحٍ بِيَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ. فَإِذَا صَامَ أَوَّلَ [يَوْمٍ] مِنْ رَمَضَانَ، غَفَرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ إِلَى مِثْلِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَاسْتَغْفَرَ لَهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ إِلَى أَنْ تُوَارَى بِالحِجَابِ، وَكَانَ لَهُ بِكُلِّ سَجْدَةٍ يَسْجُدُهَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِلَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، شَجَرَةٌ يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا خَمْسَ مِئَةِ عَامٍ۔(۲) جب ماہِ رمضان کی پہلی رات آتی ہے، تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ آخری رات تک بند نہیں ہوتے، جو بندہ اس ماہِ مبارک کی کسی رات میں نماز پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے ہر سجدے کے بدلے اس کے لیے پندرہ سو نیکیاں لکھتا ہے، اس کے لیے جنّت میں سُرخ یاقُوت کا گھر بناتا ہے، جس کے ستّر ہزار دروازے ہیں، اس کے ہر دروازے سے سونے کا سُرخ یاقوت سے مزیّن ایک محل ہے اور جو کوئی ماہِ رمضان کا پہلا روزہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ ایک سال کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف فرما دیتا ہے، اس کے لیے نمازِ صبح سے شام تک ستّر ہزار فرشتے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں، ماہِ رمضان کے رات یا دن میں جو کوئی سربسجود ہوتا ہے، اس کے ہر سجدے کے بدلے اُسے (جنّت میں) ایک ایسا (بڑا اور طویل) درخت عطا کیا جاتا ہے، جس کے سائے میں گھوڑ سوار پانچ سو 500 برس تک چلتا رہے۔"

عبادت وریاضت کی فضیلت سے متعلّق ایک اَور روایت میں حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کی کہ آپ مجھے کوئی ایسا کام ارشاد فرمائیں، جس پر اگر میں ہمیشگی کروں تو جنّت کا حقدار ہو جاؤں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ المَكْتُوبَةَ، وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ المَفْرُوضَةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ۔ اللہ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نماز قائم کرو، فرض زکات دو اور رمضان کے روزے رکھو! دیہاتی نے کہا کہ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان

* مضمون نگار وزارت اوقاف ابوظہبی کے مفتی ہیں۔

باتوں پر میں کوئی زیادتی نہیں کروں گا، جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا۔ (۳) اگر کوئی کسی جنّتی کو دیکھنا چاہے، تو اسے دیکھ لے۔"

عبادت وریاضت کی ترغیب ہی سے متعلّق ایک روایت میں، حضرت سیّدنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا، ایک دن میں صبح کے وقت چلتے ہوئے نبی رحمت ﷺ سے قریب ہوا، اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنّت میں داخل کر دے اور جہنم سے دُور رکھے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا:

"لَقَدْ سَأَلْتَ عَظِيماً، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ عَلَيْهِ: تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ۔ تم نے ایک بہت بڑی چیز کا سوال کیا ہے! اور یقیناً یہ عمل اس کے لیے آسان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ آسان کر دے؛ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو، نماز قائم کرو، زکات دو، رمضان کے روزے رکھو، اور بیت اللہ کا حج کرو! پھر رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الخَيْرِ؟ الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الخَطِيئَةَ، كَمَا يُطْفِئُ النَّارَ المَاءُ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ۔ (۴) کیا میں تمہیں بھلائی کے دروازے نہ بتاؤں! (1) روزہ ڈھال ہے، (2) صدقہ گناہوں کو ایسے ہی مٹاتا ہے، جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے، (3) اور آدھی رات میں آدمی کا نماز (تہجد) ادا کرنا۔"

رمضان المبارک کے روزے فرض کیے جانے کا مقصد تقویٰ و پرہیزگاری ہے، یہ ایک ایسی عبادت ہے جو ریاضت، اصلاحِ نفس اور باطنی طہارت کا سبب ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

"يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (۵)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے، جیسے تم سے پہلے والوں پر فرض ہوئے تھے؛ تاکہ تمہیں پرہیزگاری ملے۔"

مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "روزے کا مقصد اعلیٰ اور اس سخت ریاضت کا پھل یہ ہے، کہ تم متقی اور پاکباز بن جاؤ، روزے کا مقصد یہ نہیں کہ صرف کھانے پینے اور جماع سے پرہیز کرو، بلکہ تمام بُرے اَخلاق اور اعمالِ بد سے انسان مکمل طور پر کنارہ کشی اختیار کرے، تم پیاس سے تڑپ رہے ہو، تم بھوک سے بے تاب ہو رہے ہو، تمہیں کوئی دیکھ بھی نہیں رہا، ٹھنڈا پانی اور لذیذ کھانا پاس رکھا ہے، لیکن تم ہاتھ تو کُجا، آنکھ اُٹھا کر اُدھر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے، اس کی وجہ صرف یہی ہے نا، کہ تمہارے رب کا یہ حکم ہے! اب جب حلال چیزیں اپنے رب کے حکم سے تم نے ترک کر دیں، تو وہ چیزیں جن کو تمہارے رب تعالیٰ نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا ہے، مثلاً چوری، رشوت، بد دیانتی وغیرہ حرام کاریاں، اگر یہ خیال پختہ ہو جائے، تو کیا تم ان کا اِرتکاب کر سکتے ہو؟ ہرگز نہیں کرو گے! مہینے بھر کی اِس مشقت کا مقصد یہی ہے، کہ تم سال کے باقی گیارہ ماہ بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے حرام سے اجتناب کرو۔

لہٰذا جو لوگ روزہ تو رکھ لیتے ہیں، لیکن جھوٹ، غیبت، بد نظری، فحش گوئی اور گالی گلوچ وغیرہ برائیوں سے باز نہیں آتے، ان کے متعلّق سرکارِ اَبد قرار ﷺ نے واضح الفاظ میں فرما دیا:

"مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ لِلهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ۔ (٦) [جس نے روزہ رکھنے کے باوجود] جھوٹ اور اُس پر عمل نہیں چھوڑا، رب تعالیٰ کو اُس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔" (٧)

روزے میں جہاں مسلمان کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے اپنے آپ کو روکے رکھتا ہے، وہیں اسے چاہیے کہ جھوٹ، غیبت وغیرہ گناہوں سے بھی باز رہے؛ تاکہ اسے تقویٰ و پرہیزگاری حاصل ہو اور یہی روزے کا مقصد بھی ہے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"إِنَّ الصِّيَامَ لَيْسَ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ، وَلٰكِنْ

مِنَ الْكَذِبِ وَالْبَاطِلِ وَاللَّغْوِ۔(۸) روزہ صرف کھانے پینے سے باز رہنے کا نام نہیں، بلکہ روزہ جھوٹ، گناہوں اور بے کار چیزوں سے بچنے کا نام ہے۔"

اسی طرح ایک اَور حدیثِ پاک میں حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَاناً وَاحْتِسَاباً، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔(۹) جس نے ماہِ رمضان میں ایمان کی حالت میں، ثواب کی اُمید سے قیام کیا، اُس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔"

یعنی جو مسلمان روزہ دار، فرائض وواجبات اور نمازِ تراویح، نوافل، تلاوتِ قرآن اور دیگر نیک اعمال میں وقت گزارتا ہے، اس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ خود کو عبادت وریاضت کا عادی بناتے ہوئے، نمازِ پنج گانہ کی پابندی کریں، اپنی زبان کی حفاظت کریں، غیبت وچغلی، گالی گلوچ، بدکلامی اور بدنگاہی سے اجتناب کریں، رمضان المبارک میں فیس بک، ٹک ٹاک، ٹویٹر اور دیگر سوشل میڈیا ذرائع پر ٹائم پاس کرنے کے بجائے، اپنا وقت عبادت و ریاضت میں گزاریں، قرآنِ پاک کی تلاوت کریں، اس کا ترجمہ اور تفسیر پڑھیں، ذکر واَوراد کی کثرت کریں، دینی کتب کا مطالعہ کریں اور تراویح وقیام اللیل کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں۔

جوانی میں عبادت کی فضیلت

احادیثِ مبارکہ میں جوانی میں عبادت وریاضت کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے، جو شخص جوانی میں توبہ کرتا ہے اور اپنا وقت عبادت وریاضت میں صَرف کرتا ہے، بروزِ قیامت اس کے لیے فرشتوں جیسا مقام اور سایۂ رحمت کا وعدہ ہے، حدیث شریف میں فرمایا:

"سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ، يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ۔ سات قسم کے لوگ ایسے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اپنے سایۂ رحمت میں جگہ عطا فرمائے گا، جس دن اُس کے سایۂ رحمت کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا؛ انہی میں سے ایک کے متعلّق فرمایا: وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ۔(۱۰) وہ جوان جس نے جوانی اپنے رب کی عبادت میں گزاری۔"

اسی طرح ایک اَور حدیث شریف میں ہے:

"وَلِلشَّابِّ التَّارِكِ لِحُرُمَاتِ اللهِ، الْعَامِلِ بِطَاعَةِ اللهِ، كُلُّ أَجْرِ سَبْعِينَ صِدِّيقاً۔(۱۱) اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچنے اور اس کے اَحکام پر عمل کرنے والے نوجوان کے لیے 70 صدّیقین کے برابر ثواب ہے۔"

علّامہ ابنِ رجب حنبلی جوانی میں عبادت کرنے سے متعلّق ارشاد فرماتے ہیں کہ "جس نے اللہ تعالیٰ کو اس وقت یاد کیا، جب وہ جوان اور تندرست تھا، تو اللہ تعالیٰ اُس کا اُس وقت خیال رکھے گا، جب وہ بوڑھا اور کمزور ہو جائے گا، اور اسے بڑھاپے میں بھی اچھی قوّتِ سماعت، بصارت، طاقت اور ذہانت عطا فرمائے گا۔"(۱۲)

زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانیے

ہماری زندگی برف کی طرح پگھل رہی ہے، لہٰذا ہمیں اپنے شب وروز غفلت میں گزار کر، اسے کسی صورت ضائع نہیں کرنا چاہیے، اس چند روزہ زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانتے ہوئے، خوب عبادت وریاضت کرنی چاہیے، فرائض وواجبات کی پابندی، علمِ نافع، عملِ صالح اور رضائے الٰہی جیسے اَہداف کے حصول کے لیے کوشش کرنی چاہیے؛ کیونکہ اسی میں ہماری کامیابی اور سرخ رُوئی ہے، بصورتِ دیگر ناکامی کا عمیق (گہرا) گھڑا ہمارا مقدّر ٹھہرے گا۔(معاذ اللہ)

رَحمتِ عالم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے:

"اغْتَنِمْ خَمْساً قَبْلَ خَمْسٍ: (1) شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ (2) وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ (3) وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ (4) وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ (5) وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ۔ (۱۳) پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو: (1) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (2) صحت کو بیماری سے پہلے (3) مالداری کو فقیری سے پہلے (4) فرصت کو مصروفیت سے پہلے (5) اور زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو۔"

ابھی بھی دیر نہیں ہوئی، رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں اوراس میں ہونے والی چھما چھم رحمتوں کی برسات سے فائدہ اٹھائیے، سچے دل سے توبہ واستغفار کیجیے، زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی عبادت میں گزارئیے، زُہد وتقوی اختیار کیجیے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا خاص اہتمام کیجیے، ورنہ یاد رکھیے! اگر توبہ سے قبل موت آ گئی، تو پھر کوئی چھوٹے سے چھوٹا عمل بجا لانے کی بھی اجازت نہیں ہوگی اور بروزِ قیامت ہم اپنے پل پل کا حساب وکتاب دے رہے ہوں گے، جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے، کہ مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ یوم الْقِیَامَةِ حتّی یُسْأَلَ عن أَرْبَعِ خِصَالٍ:(1) عن عُمُرِهِ فِیمَا أَفْنَاهُ، (2) وَعَنْ شَبَابِهِ فِیمَا أَبْلاهُ، (3) وَعَنْ مَالِهِ من أَیْنَ اکْتَسَبَهُ وَ فِیمَا أَنْفَقَهُ (4) وَعَنْ علمهِ مَاذَا عَمِلَ فیه-(۱۴)

بروزِ قیامت آدمی اُس وقت تک اپنی جگہ سے قدم نہیں ہٹا سکے گا، جب تک چار 4 سوالات کے جواب نہ دے لے (۱) عمر کس کام میں گزاری؟ (۲) جوانی کیسے گزاری؟ (۳) مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ (۴) اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا؟"

فکرِ آخرت پر مبنی اس فرمانِ رسول ﷺ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، ہر بندۂ مؤمن کو چاہیے کہ وہ نفسانی خواہشات سے بچتا رہے، عفّت، عصمت اور پاکدامنی کے حصول کے ذرائع اختیار کرتا رہے، بدنگاہی، فحش اَعمال وکلام، جھوٹ، غیبت، چغلی، حرام ومشتبہ چیزوں، فلموں، ڈراموں، گانے باجوں، بے پردگی وغیرہ وغیرہ گناہوں سے بچ کر، اَحکامِ شریعت، فرائض واَعمالِ صالحہ وغیرہ جیسی عبادات کی بجا آوری میں خوب کوشش کرے، نیز اس ماہِ مبارک کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے تمام گناہوں، اور نافرمانی والی زندگی سے توبہ کر کے، اپنی عاقبت سنوارئیے اور سچی توبہ کر کے اللہ ورسول کے پیارے بن جائیے۔

اے اللہ! رمضان المبارک کے صدقے، ہمارے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف فرما، ہمیں سچی توبہ کرنے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما، رمضان شریف کی خوب خوب برکتیں نصیب فرما، ہمیں اس ماہِ مبارک کے تمام روزے رکھنے، نمازِ تراویح ادا کرنے اور ذوق وشوق سے دیگر عبادات ونیک اعمال کی توفیق وہمت عطا فرما، اس ماہِ غفران کے صدقے ہماری اور ہمارے تمام عزیز واقارب کی بخشش ومغفرت فرما، **وصلّی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقِه ونورِ عرشِه، سیّدنا ونبیّنا وحبیبنا وقرّة أعیُننا محمّدٍ، وعلی آله وصحبه أجمعین وبارَك وسلّم، والحمد للہ ربّ العالمین۔**

حوالہ جات:

(۱) پ۲۶، الحجرات ۱۳ (۲) "شعب الایمان" 23- باب فی الصیام، ر ۳۶۳۸/۳/۱۳۴۱ (۳) "صحیح البخاری" باب وجوب الزکاۃ، ر۱۳۹۷/ص ۲۲۵ (۴) "سنن ابن ماجہ" باب کفّ اللسان فی الفتنۃ، ر۳۹۷۳/ص ۶۷۴ (۵) پ۲، البقرۃ ۱۸۳ (۶) "صحیح البخاری" کتاب الصّوم، ر۱۹۰۳/ص ۳۰۶ (۷) "تفسیر ضیاء القرآن" البقرۃ، زیرِ آیت ۱۸۳/۱/۱۲۳- ۱۲۴، ملتقطاً (۸) "السنن الکبری" للبیہقی، کتاب الصیام، ۴/۲۰۹ (۹) "صحیح البخاری" باب تطوّع قیام رمضان من الإیمان، ر۳۷/ص ۹ (۱۰) "صحیح البخاری" کتاب الأذان، ر۶۶۰ :ص ۱۰۷ (۱۱) "الترغیب فی فضائل الأعمال وثواب ذلک" ر۲۲۹/ص ۷۸ (۱۲) "مجموع رسائل ابن رجب" قولہ: یحفظک، 3/100 ملخّصاً (۱۳) "شعب الإیمان" باب فی الزہد وقصر الأمل، ر۱۰۲۴۸/۷/۳۳۱۹ (۱۴) "المعجم الکبیر" معاذ بن جبل الأنصاری، ر۱۱۱/۲۰/۶۱-

◆◆◆

ص ۱۴ رکا بقیہ.....

لیکن آپ کی چار حاجزادیاں اپنی طبعی عمر کو پہنچی اور آپ نے حضرت زینت، حضرت ام کلثوم، حضرت رقیہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی ایسی قابل تقلید پرورش وپرداخت کی اور انھیں تعلیم وتربیت، اخلاق وکردار اور ایمان واسلام کے زیور سے اس طرح آراستہ وپیراستہ کیا کہ ان کی دنیا وآخرت دونوں سنور گئی، ان کی تعلیم وتربیت کا صرف ایک نمونہ سیدۂ کائنات ''حضرت فاطمۃ الزہراؓ'' کو ہی دیکھ لیا جائے تو یہ اندازہ لگانا قطعی مشکل نہیں کہ آپ نے بحیثیت ماں اپنی صاحبزادیوں کی کیسی مثالی تربیت فرمائی ہے، حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے سر ''خاتون جنت'' کا تاج زرّیں سجانے میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ساتھ آپ کی تربیت کا بھی اہم رول ہے۔

◆◆◆

از: مفتی رضوان عالم مرکزی*

روزے کی اہمیت وفضیلت

جس طرح ایک مسلمان پر بعد قبولیت ایمان نماز، زکوٰۃ اور حج بشرط استطاعت فرض ہیں اسی طرح روزہ بھی فرض ہے اور روزے کی فرضیت مثلِ نماز قرآن و حدیث سے ثابت ہے، چنانچہ اللہ ربّ العزت کا فرمان عالیشان ہے:

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ(۱۸۳) اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ وَ عَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ-(۱۸۴)

(سورۃ البقرۃ، پارہ ۲ رکوع ۶ آیت ۱۸۳-۱۸۴) ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے، گنتی کے دن ہیں تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں (رکھے) اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لیے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو۔" (کنز الایمان)

حدیث شریف میں ہے:

"عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ آخِرِ یَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ: أَیُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِیْمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِیَامَهُ فَرِیْضَةً وَقِیَامَ لَیْلِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَیْرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدَّى فَرِیْضَةً فِیْهِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِیْنَ فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ ,وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَهُوَ شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَهُوَ شَهْرٌ یُزَادُ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ فِیْهِ مَنْ فَطَّرَ فِیْهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةٌ لِذُنُوْبِهِ وَعِتْقُ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَیْرِ أَنْ یَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِهِ شَیْءٌ قُلْنَا: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَیْسَ كُلُّنَا یَجِدُ مَا یُفَطِّرُ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "یُعْطِی اللّٰهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِی شَرْبَةً لَا یَظْمَأُ حَتَّى یَدْخُلَ الْجَنَّةَ,وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِیْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ۔ أو كما قال صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ (شعب الایمان، باب فی الصیام، الحدیث ۳۶۰۸ رجلد سوم، صفحہ ۳۰۵)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شعبان کے آخر دن میں وعظ فرمایا، فرمایا: اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا، برکت والا مہینہ آیا، وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام (نماز پڑھنا) تطوع (یعنی سنت) جو اس میں نیکی کا کوئی کام کرے تو ایسا ہے جیسے اور کسی مہینے میں فرض ادا کیا اور اس میں جس نے فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ۷۰ رفرض ادا کیے، یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ مواسات (یعنی غمخواری اور بھلائی) کا ہے اور اس مہینے میں مومن کا

* مضمون نگار مکہ مسجد مکہ نگر جبل پور ایم پی کے خطیب و امام ہیں۔

رزق بڑھایا جاتا ہے، جو اس میں روزہ دار کو افطار کرائے، اُس کے گناہوں کے لیے مغفرت ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کردی جائے گی اور اس افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا بغیر اس کے کہ اُس کے اجر میں سے کچھ کم ہو، ہم نے عرض کی، یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) ہم میں کا ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا، جس سے روزہ افطار کرائے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو دے گا، جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک خُرما یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو بھر پیٹ کھانا کھلایا، اُس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے، یہ وہ مہینہ ہے کہ اُس کا اوّل رحمت ہے اور اس کا اوسط مغفرت ہے اور اس کا آخر جہنم سے آزادی ہے جو اپنے غلام پر اس مہینے میں تخفیف کرے یعنی کام میں کمی کرے، اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرما دے گا۔"

اسی میں ہے:

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عليه وسلم قال إِنَّ الجنةَ تُزَخْرَفُ لِرمضانَ مِن رأسِ الحَوْلِ إلى الحولِ القابلِ، قال فإذا كانَ أَوَّلُ يومٍ من رمضانَ هَبَّتْ رِيحٌ تَحتَ العرشِ نَشَرَتْ مِن وَرَقِ الجنةِ على الحورِ العينِ فَيَقُلْنَ يا ربِّ اِجعلْ لَنا مِنْ عِبادِكَ أَزواجًا تَقِرُّ بِهِمْ أَعينُنَا و نَقِرُّ أعينُهم بِناَ۔ (شعب الایمان، باب فی الصیام، فضائل شہر رمضان، الحدیث: ۳۶۳۳ رجلد سوم، صفحہ ۳۱۲ / ۳۱۳) ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت ابتدائے سال سے سال آئندہ تک رمضان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے، جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتّوں سے عرش کے نیچے ایک ہوا حور عین پر چلتی ہے، وہ کہتی ہیں، اے رب! تُو اپنے بندوں سے ہمارے لیے ان کو شوہر بنا، جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اُن کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔"

روزہ دار جنت میں باب الریّان سے پکارا جائے گا

بخاری شریف میں ہے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَ مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ" فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ: " نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ۔ (صحیح البخاری، کِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ الرَّيَّانِ لِلصَّائِمِينَ، الحدیث ۱۸۹۷، جلد سوم صفحہ ۲۵)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے راہ خدا میں مال میں سے دو جوڑے دیے اسے جنت کے تمام دروازوں سے یوں پکارا جائے گا "يَا عَبْدَ اللَّهِ! هَذَا خَيْرٌ" اے اللہ کے بندے! یہ نیک کاموں میں بہتر کام ہے، تو جو نمازی ہے اسے باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا، جو مجاہد فی سبیل اللہ ہے اسے باب الجہاد سے پکارا جائے گا، جو روزہ دار ہے اسے باب الریّان سے پکارا جائے گا اور جو صدقہ دیتا ہے اسے باب الصدقہ سے پکارا جائے گا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (جب یہ سنا) بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، اگر کوئی یہ سارے کام کرے تو کیا اسے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ سرکار نے فرمایا ہاں! اور (اے ابوبکر!) مجھے یقین ہے تم انہیں میں سے ہو۔"

احادیث روزے کی فضیلت و اہمیت پر بکثرت وارد ہیں اور کتب احادیث خصوصاً صحاح ستہ ان سے لبریز ہیں۔

روزہ کسے کہتے ہیں؟

روزہ عرف شرع میں مسلمان کا بہ نیّت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً (یعنی جان بوجھ کر) کھانے پینے جماع سے باز رکھنا روزہ کہلاتا ہے اور عورت کا حیض ونفاس سے خالی ہونا بھی شرط ہے، روزے کے تین درجے ہیں: ایک عام لوگوں کا روزہ کہ یہی پیٹ اور شرم گاہ کو کھانے پینے جماع سے روکنا، دوسرا خواص کا روزہ کہ ان کے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ پاؤں اور تمام اعضا کو گناہ سے باز رکھنا، تیسرا خاص الخاص کا کہ جمیع ماسوی للہ سے اپنے کو بالکلیہ جُدا کر کے صرف اسی کی طرف متوجہ رہنا۔

(ماخوذ از بہار شریعت، جلد اوّل، حصہ پنجم صفحہ ۹۶۶ مکتبۃ المدینہ)

ایک ایسی عبادت مطہرہ ہے جو اپنے اندر خیر کثیر سمیٹے ہوا ہے اور اس کی شہادت احادیث مصطفویہ دے رہی ہیں کیونکہ روزہ ہی کی برکت سے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، ابواب جہنم بن کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید خانے میں ڈال دیئے جاتے ہیں اور روزہ اپنے ایام معدودات میں رحمت، مغفرت اور جہنم سے چھٹکارا کا پروانہ لے کر آتا ہے اور روزہ ایسی عبادت ہے کہ اس کے عامل کے لئے اللہ تعالیٰ کی تمام بہشتیں مشتاق رہتی ہیں، روزہ رب قدیر کی ایک بہت بڑی نعمت ہے، روزہ جنت میں جانے کا ایک بہت بڑا واسطہ ہے، روزہ رضائے الٰہی کا سبب ہے۔

روزہ قرب خداوندی کا ذریعہ ہے، روزہ شہوتوں کو ختم کر دیتا ہے، روزہ منہیات سے دور رکھتا ہے اور معروفات کے قریب کرتا ہے، روزہ حدیث "صوموا تصحوا" کے پیش نظر اکسیر علاج ہے، روزہ بندے کو خالق سے ملا دیتا ہے، گویا روزہ ہم گنہگاروں کے لئے سرچشمۂ رحمت ہے، روزے داروں کا استقبال فرشتے کرتے ہیں، امام المفسرین زبدۃ العارفین شیخ التفسیر حضرت علامہ شیخ اسماعیل حقی بروسوی علیہ رحمۃ الباری متوفی ۱۱۳۷ھ اپنی مایہ ناز تفسیر "روح البیان فی تفسیر القرآن" میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں جس میں ہے کہ روزے داروں کا استقبال اللہ کے مقدس فرشتے کرتے ہیں:

"اذا کان یوم القیامۃ و بعث من فی القبور اوحی اللہ الی رضوان انی اخرجت الصائمین من قبورھم جائعین عاطشین فاستقبِلْھم بشھواتھم من الجنان فیصیح ویقول ایھا الغلمان والولدان علیکم باطباق من نور فیجتمع اکثر من عدد الرمل وقطرات الامطار و کواکب السماء واوراق الاشجار بالفاکھۃ الکثیرۃ والاشربۃ اللذیذۃ والاطعمۃ الشھیۃ فیطعم من لقی منھم ویقول کلوا واشربوا ھنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ۔ (جلد اوّل صفحہ ۲۹۴) ترجمہ: جب قیامت میں اللہ تبارک وتعالیٰ اہل قبور کو قبروں سے اٹھنے کا حکم دے گا تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرمائے گا: کہ اے رضوان! آگے چل کر میرے روزے داروں سے ملو کیونکہ وہ میری خاطر بھوکے پیاسے رہے، اب تم بہشت کی خواہشات کی تمام اشیا لے کر ان کے پاس پہنچ جاؤ، اس کے بعد وہ رضوان زور سے پکار کر کہے گا اے جنت کے غلمان و ولدان! نور کے بڑے بڑے تھال لاؤ، اس میں دریا کی ریت کے ذرات، بارش کے قطرات، آسمان کے ستاروں اور درختوں کے پتوں کے برابر میوہ جات اور کھانے پینے کی لذیذ اشیاء جمع کر کے روزے داروں کے سامنے رکھ دی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا جتنا مرضی ہو، کھاؤ پیو، یہ ان روزوں کی جزا ہے جو تم نے دنیا میں رکھے تھے۔"

یہ ہے روزہ داروں کا مقام، یہ ہے روزہ داروں کی فضیلت، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ ہم سب کو روزہ رکھنے کی توفیق بخشے اور برکاتِ صیام سے مستفیض فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

◆◆◆

از: حافظ افتخار احمد قادری*

روزے کا حکم اور اس کی غرض وغایت

اسلامیات

ماہ رمضان المبارک وہ ہے جس میں قرآنِ مجید بھیجا گیا، جس کا وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لیے ذریعہ ہدایت ہے اور واضح الدلالت بھی منجملہ ان کتب کے جو ذریعہ ہدایت بھی ہیں اور حق و باطل میں فیصلہ کرنے والی بھی، جو شخص اس ماہِ مبارک میں موجود ہو اس کو ضرور اس ماہِ مبارک میں روزہ رکھنا چاہیے، اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام میں اتنا ہی شمار کر کے ان میں روزہ رکھنا واجب ہے، اللہ رب العزت کو تمہارے ساتھ احکام میں آسانی کرنا منظور ہے احکام وقوانین مقرر کرنے میں دشواری منظور نہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے اللہ رب العزت کو اپنے بندوں سے کتنی محبت ہے، ذرا غور کیجیے کہ اس نے اپنے معذور بندوں پر کتنا بڑا فضل واحسان فرمایا کہ حالت عذر اور بیماری وسفر میں قضا صوم کی رخصت عطا فرمادی، سبحان اللہ!

قرآن مجید میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گیے ہیں جیسا کہ تم سے پہلوں پر فرض کیے گیے تھے تا کہ تم متقی بن جاؤ۔'' (البقرہ)

اس آیتِ مقدسہ سے روزے کی فرضیت اور اس کی غایت دونوں ثابت ہوگئیں چنانچہ روزے کا حکم اور اس کی غرض وغایت کا ہمیں علم ہوگیا یعنی روزے کا فائدہ یہ بھی ہے کہ ہم متقی بن جائیں تا کہ نفس پر پورا کنٹرول اور ہماری حکومت ہو، متقی عرف شرع میں وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو ہر اس چیز سے بچائے رکھے جو آخرت میں موجب ضرر اور باعثِ ہلاکت ہو ایسے ہی شخص کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہو کر سہما اور ڈرا اور اپنی خواہشاتِ نفسانی کو روکا اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

تو معلوم ہوا تقویٰ ہی وہ جوہر لطیف ہے جو انسان کو برائی سے دور کرتا ہے اور نور ایمانی کو بڑھاتا ہے، یہ صفت جس کے اندر پیدا ہوگئی اس کی نجات ومغفرت کا اللہ رب العزت محافظ وناصر ہے ورنہ روز محشر وہ سخت دن ہے جس کے بارے میں ارشاد ہے:

''اس دن یہ عالم ہوگا کہ انسان اپنے ماں باپ بھائی بہن دوست واحباب سب سے بھاگے گا اس دن ہر شخص کو اپنی ہی فکر ہوگی کوئی کسی کا نہ ہوگا صرف اپنے اعمال اور اللہ رب العزت کا فضل ہوگا۔''

حضرتِ عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''جنت کو ماہ رمضان المبارک کے لیے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان المبارک کی خاطر آراستہ کیا جاتا ہے، پس جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے ایک ہوا چلتی ہے جس کا نام مشیرہ ہے، جس کے جھوکوں سے جنت کے درختوں کے پتے اور دروازوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں اس سے ایسی دل آویز اور سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی پس خوشنما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں کے بالاخانوں کے درمیان کھڑی ہو کر آوازیں دیتی ہیں کہ ہے کوئی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا تا کہ اللہ رب العزت اسے ہم سے جوڑ دے، پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ سے پوچھتی ہیں یہ کیسی رات ہے؟ وہ لبیک کہ کر جواب دیتے ہیں: یہ ماہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے، جنت کے دروازے

* مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کھول دئے گئے ہیں، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت داروغہ رضوان سے فرما دیتا ہے: جنت کے دروازے کھول دے اور جہنم کے داروغہ سے فرما دیتا ہے: میرے حبیب ﷺ کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کر دے اور حضرتِ جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے: زمین پر جاؤ اور سرکش شیطان کو قید کر دو اور ان کے گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو تا کہ میرے محبوب کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔''

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے ایمان کے جذبے اور طلب ثواب کی نیت سے ماہ رمضان المبارک کا روزہ رکھا تو اس کے گزشتہ گناہوں کی بخشش ہوگئی۔'' (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

حضرتِ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے یعنی قیامت کے دن روزہ کہے گا اے رب! میں نے اس کو دن بھر کھانے اور پینے اور دیگر خواہشات سے روکے رکھا اس بندے کے حق میں میری شفاعت قبول فرما اور قرآن مجید کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس کو رات کی نیند سے محروم رکھا کہ تیرا بندہ رات کی نماز میں تلاوت کرتا تھا لہٰذا اس بندے کے حق میں میری شفاعت قبول فرما، چنانچہ دونوں کی شفاعت قبول کرلی جائے گی۔'' (مشکوٰۃ، بیہقی)

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تین اشخاص کی دعا رد نہیں ہوتی، روزہ دار کی دعا یہاں تک کہ وہ افطار کرے، حاکم کی دعا اور مظلوم کی دعا اللہ رب العزت اس کو بادلوں سے اوپر اٹھا لیتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، اللہ رب العزت ماہ رمضان المبارک کی ہر شب میں افطار کے وقت ساٹھ ہزار گنہگاروں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے اور عید الفطر کے دن سارے رمضان المبارک کے برابر گنہگاروں کی بخشش کی جاتی ہے۔''

ذرا غور کیجیے کہ اللہ رب العزت کا کس قدر احسان و اکرام و انعام کہ روزے کی برکت سے اس کے پہلے کھانے کو سحری کہتے ہیں اللہ رب العزت نے امت کے لیے ثواب کی چیز بنا دیا ہے اور اس میں بھی مسلمانوں کو اجر دیا جاتا ہے اکثر ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ تراویح سے فارغ ہونے کے بعد کھانا کھانے کے بعد سو جاتے ہیں اور پھر سحری کے لیے نہیں اٹھتے ہیں ایسا کر کے وہ ایک بہت بڑی رحمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''ہمارے اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے روزے میں سحری کھانے کا فرق ہے وہ لوگ سحری نہیں کھاتے۔''

ایک اور جگہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''سحری کھایا کرو اس میں بہت برکت ہے، آپ جب کسی صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سحری کھانے کو مدعو فرماتے تو ارشاد فرماتے: آؤ اور برکت والا کھانا تناول کرو۔''

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے: ہمیشہ لوگ خیر سے رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کریں گے، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میری امت میری سنت پر رہے گی جب تک افطار میں ستاروں کا انتظار نہ کرے۔

روزہ کس چیز سے افطار کرے

سلطان بن عامر سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی شخص روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے کیونکہ اس میں برکت ہے، اگر اتفاق سے کھجور نہ ملے تو پانی سے روزہ افطار کرے کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ مغرب سے قبل تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو خرمہ چھوہارے کے

چند دانوں سے افطار کرتے تھے اگر اتفاق سے چھوہارے میسر نہیں آتے تو پانی کے چند گھونٹ سے ہی افطار کر لیتے۔

(ابوداؤد، ترمذی)

ذرا غور فرمائیں کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کتنے صابر و شاکر تھے کہ روزہ افطار کھجوروں اور چھوہاروں سے اور وہ بھی میسر نہیں آتے تو پانی کے چند گھونٹ سے ہی روزہ افطار فرما لیتے تھے، دوسری طرف ہم ناشکر ہیں، اچھے اچھے کھانے کھا کر بھی کہتے ہیں کہ مزہ نہیں آیا، حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے :

''رمضان المبارک کی ہر شب و روز میں اللہ رب العزت کے یہاں سے جہنم کے قیدی چھوڑے جاتے ہیں اور روزہ دار کی دعا افطار کے وقت رد نہیں ہوتی۔''

افطار کے وقت دعا قبول ہونے کی بہت سی روایات ہیں، مگر افسوس! کہ ہم لوگ اس برکت والی ساعت میں کھانے پینے کی چیزوں پر اس طرح گرتے ہیں کہ ایسے وقت میں دعا مانگنے کی فرصت تو درکنار خود افطار کی دعا بھی یاد نہیں رہتی، دعا قبول کے قبول ہونے کی کچھ شرائط بھی ہیں کہ ان شرائط کے فوت ہو جانے سے بسا اوقات دعائیں رد کر دی جاتی ہیں منجملہ ان کے حرام غذا ہے اس کی وجہ سے بھی دعا رد ہو جاتی ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: بہت سے پریشان حال لوگ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہیں، مگر ان کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام، پھر ایسی حالت میں ان کی دعا کہاں قبول ہو سکتی ہے۔

روزہ کے آداب

نگاہ کی حفاظت: نگاہ کی حفاظت ایسی ہو کہ کسی بے محل جگہ پر نہ پڑے حتیٰ کہ اپنی بیوی پر بھی شہوت کی نگاہ نہ پڑے کسی اجنبی کا ذکر ہی کیا ہے، اسی طرح لہو ولعب اور ناجائز جگہ پر نہ پڑے، حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص اس تیر سے اللہ رب العزت کے خوف سے بچ رہے اللہ رب العزت اس کو نور ایمانی عطا فرماتا ہے جس کی لذت اس کے قلب میں محسوس ہوتی ہے۔

زبان کی حفاظت: جھوٹ، چغل خوری، غیبت، بدکلامی، گالی گلوچ وغیرہ یہ سب اس میں داخل ہیں۔

کان کی حفاظت: روزے دار کو چاہیے کہ اپنے کانوں کی بھی حفاظت کرے ہر مکروہ چیز جس کا کہنا اور زبان سے نکالنا ناجائز ہے اس کی طرف کان لگانا اور سننا بھی ناجائز ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''غیبت کرنے والے اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں اس لیے روزہ دار کو چاہیے کہ اپنے اعضا کی حفاظت کرے اور زیادہ وقت عبادت ہی میں گزارے۔''

روزے داروں کی شان

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں: بروز قیامت روزے دار اپنی قبروں سے نکلیں گے تو اپنے روزے کی خوشبو سے پہچانے جائیں گے اور ان کے مونہوں سے مشک سے بھی تیز خوشبو نکل رہی ہوگی، ان کے پاس دسترخواں اور صراحیاں لائی جائیں گی جن کے منہ مشک سے بندھے ہوئے ہوں گے پھر ان سے کہا جائے گا: کھاؤ کہ تم اس وقت بھوکے رہتے تھے جب لوگ پیٹ بھر کر کھاتے تھے اور پیو کہ تم اس وقت پیاسے رہتے تھے جب لوگ سیراب ہوتے تھے اور آرام کرو کہ تم اس وقت تھکتے تھے جب لوگ آرام کر رہے ہوتے تھے تو وہ کھائیں گے پئیں گے اور آرام کریں گے حالانکہ لوگ تھکے ماندے اور پیاس سے حساب و کتاب میں مشغول ہوں گے۔ (کنز العمال، الحدیث 23639/جلد 8/صفحہ 213)

یہ ماہ رمضان المبارک کے روزہ داروں کے لیے بشارت ہے جب تک کہ وہ اپنے آپ کو خطاؤں اور نافرمانیوں سے بچاتے رہیں گے اور اللہ رب العزت کی رضا کے لیے روزے رکھیں گے، پس اس گناہگار کا کیا حال ہوگا جو روزہ رکھنے کے باوجود اپنے بھائیوں کا گوشت کھاتا ہے اور نماز اس طرح پڑھتا ہے کہ اس کا جسم ایک جگہ ہوتا ہے اور دل دوسری جگہ، زبان سے تو اللہ رب العزت کا ذکر کرتا ہے مگر دل فلاں فلاں کی یاد میں مشغول رہتا ہے؟ اور اے وہ شخص! جو اس حال میں صبح کرتا ہے کہ خسارے کا سبب بننے والے اعمال کا ارتکاب کرتا ہے اور شام

اس امید پر کرتا ہے جس کی دیوار موت کے ہاتھوں گرنے والی ہوتی ہے، اب وہ لوگ اپنی زندگی کا محاسبہ کریں جو ماہ رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھتے کیا ان لوگوں نے اپنی قبر کی تیاری کرلی ہے؟ کیا ان لوگوں کے پاس کوئی ایسا عمل ہے جو میدان حشر میں نجات کا ذریعہ بن سکے؟ کیا ان لوگوں نے ماہ رمضان المبارک کے روزوں کی حدود کی حفاظت کی ہے یا اس کی حرمت کو پامال کردیا؟۔ ◆◆◆

ص ۲۶ ر کا بقیہ.....

ہو، زکوٰۃ کے اہل غیر اقامتی تعلیمی اداروں کے مقابل اقامتی مدارس کو ترجیح دی جائے، مفلوک الحال رشتہ داروں، متعلقین کا خاص خیال رکھا جائے۔

[۵] اللہ تعالیٰ ماہِ صیام میں رزق میں خاص برکت نازل فرماتا ہے، دسترخوان کشادہ ہوجاتا ہے، انواع واقسام کی نعمتیں زینت بنتی ہیں، ان نعمتوں میں غربا ومساکین کو بھی عزو وقار کے ساتھ شامل کریں، جو انواع واقسام کے کھانوں سے محروم ہیں انھیں بھی حق دار سمجھتے ہوئے لذتِ کام ودہن کا موقع مہیا کریں۔

[۶] معاشرے میں ایسے افراد تلاش کریں جو بیمار ہوں یا ضعیف وناتواں وحق دار؛ ان کے علاج کے کفیل بنیں، ان کے لیے دوا کا نظم کریں، ویسے بھی بیماری میں مبتلا انسان یاسیت کا شکار ہوتا ہے؛ اگر ایسوں کو سہارا دے دیا جائے تو گویا، ڈوبتے کو تنکے کا سہارا مل گیا۔

[۷] رمضان المبارک میں نمازوں کی پابندی بھی خوب ہوتی ہے، اسے پورے سال بلکہ ساری زندگی برقرار رکھنے کے لیے عزم کریں۔

[۸] ہم نمازوں سے بڑی کوتاہی کرتے ہیں، اس لیے حساب لگائیں تو یقیناً قضا نمازیں ذمہ آئیں گی، الا ماشاء اللہ! اس لیے شبِ رمضان میں قضا نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام بھی کریں، کوشش کریں کہ جو نمازیں باقی ہوں وہ جلد از جلد ادا ہوجائیں؛ آئندہ ہر نماز وقت پر باجماعت صحیح صحیح فکر کے حامل امام کی اقتدا میں ادا کریں۔

[۹] اوقاتِ سحر وافطار میں احتیاط سے کام لیں، بعض کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اذانِ فجر تک وقت سحر رہتا ہے یہ غلط ہے، اذانِ فجر نماز کے لیے ہے نہ کہ ختمِ سحر کے لیے۔

[۱۰] تراویح بڑی بابرکت نماز ہے، اس سے کوتاہی نہ کریں، آج یہ بہانہ تراش لیا گیا ہے کہ ۶ ر دن یا ۱۰ ر دن یا شبینہ پڑھ لیں تو بری الذمہ ہوجائیں؛ جب کہ رمضان کی ہر شب میں ۲۰ ر رکعت تراویح کی نماز سنتِ مؤکدہ ہے جس کی پاسداری بہرحال ضروری ہے۔

[۱۱] حقوق العباد کی ادائیگی بھی کریں، ورنہ ہم عبادتوں کے پابند تو کہلوالیں گے؛ لیکن حقوق ذمہ باقی ہوں گے تو آخرت میں مواخذہ ہوگا۔

[۱۲] روزہ میں صبر کا مظاہرہ کریں، غصہ سے روزے کا فیض کم ہونے کا اندیشہ ہے، دوسروں پر روزے کا اثر ظاہر کرنے کی بجائے نارمل سلوک کریں تاکہ آپ کے صبر کا اظہار بھی ہو اور روزے کے برکات بھی حاصل ہوں، اللہ کریم عملِ صالح کی توفیق دے، اپنی اور اپنے پیارے محبوب پاک ﷺ کی رضا وخوشنودی والی زندگی عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ ◆◆◆

ص ۵۳ ر کا بقیہ.....

آپ کی محفل سجاؤں اپنے گھر میں فخر سے
میرے گھر کو بھی منوّر جانِ جاناں کیجیے

آپ کی مدحت سے ہے درکار مجھ کو روشنی
یا نبی شمعِ تخیّل میری تاباں کیجیے

جیتے جی اپنا دیارِ نور دِکھلا کر مری
تیرہ بختی کو مثالِ مہ درخشاں کیجیے

واسطہ دے کر شہِ کونین کا رب کے حضور
اپنی بخشش کے لیے دنیا میں ساماں کیجیے

ملتجی ہیں آپ سے ہم اے شہِ ہر دوسرا
قسمتِ شب گوں ہماری اب درخشاں کیجیے

اس نعیم قادری کی ہے تمنّا شاہِ دیں
بزمِ محشر کے مراحل سارے آساں کیجیے

فلاح دارین حاصل کرنے کا مبارک موسم رمضان المبارک

از: غلام مصطفیٰ رضوی*

ماہِ صیام رمضان المبارک کی بہاریں جلوہ نما ہیں بلکہ پہلا عشرہ برکتوں کی صبح طلوع کر گیا، ہر سال یہ موسمِ بہار آتا ہے، اپنی برکتیں لُٹا تا ہے، سعادتوں کے توشے بٹتے ہیں، رحمتوں کی بادِ بہاری چلتی ہے، برکتوں سے دامنِ مراد بھر بھر دیئے جاتے ہیں، اِس کی ہر ساعت افضل، ہر لمحہ قیمتی، ہر گھڑی نور نور، ایسے ماہِ مبارک کو غنیمت جانتے ہوئے اس کی عطا پر اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں۔

اس کے حقوق کی ادائیگی کو وطیرہ بنائیں، اس ضمن میں چند نکات درج کیے جاتے ہیں جن پر عمل آوری سے ہم دارین کی سعادتیں پاسکتے ہیں، آخرت کو سنوار سکتے ہیں؛ اور عروج و بلندی کی منزلیں پاسکتے ہیں۔

[۱] اللہ تعالیٰ نے قسم قسم کی نعمتوں سے نوازا، ان میں ایک عظیم نعمت ماہِ رمضان ہے، اس لیے اس کے ادب واحترام میں کوئی کمی نہ آنے دیں، ادب سے زندگی کا وقار ہے، ادب سے خوش عقیدگی کی بہار ہے، ادب ہی شرف وفضل کے مقامِ بلند پر فائز کرتا ہے، اس لیے رمضان المبارک کے فیوض و برکات سے سرفرازی کے لیے اکرام واحترام کا مظاہرہ کیجیے۔

[۲] تقویٰ کی راہ اپنائیے، ماہِ رمضان کا مقصد بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کو تقویٰ کا جوہر عطا ہو، روزہ تقوے والی زندگی کی تربیت کرتا ہے، روزہ باطنی تطہیر کا سامان مہیا کرتا ہے، روزہ تزکیۂ روح، اصلاحِ قلب، تعمیرِ فکر کے ذریعے متقی بناتا ہے، اس لیے رمضان کا حق یہ ہے کہ اس سے تقویٰ کی فکر بیدار کی جائے۔

[۳] تزکیۂ نفس کا مرحلۂ شوق ہے رمضان المبارک، نفس گناہوں کی عادت سے بڑا سخت ہوجاتا ہے، معاذ اللہ! نیکیوں سے رغبت نہیں رہتی، روزہ روح کا علاج اور نفس کا محاسبہ کرتا ہے؛ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؎

اللہ اللہ کے نبی سے
فریاد ہے نفس کی بدی سے
دن بھر کھیلوں میں خاک اُڑائی
لاج آئی نہ ذرّوں کی ہنسی سے

اعلیٰ حضرت نے ان اشعار میں جو معروضہ پیش کیا ہے، وہ احتسابِ نفس سے متعلق ہے، دُنیا میں رہ کر دُنیا کی رنگینی اور شرارتِ نفس سے بچ جانا یقیناً مقبولیت کی دلیل ہے، بندۂ مومن کے لیے ماہِ رمضان اصلاح کا پروانہ ہے؛ جس میں باطنی تربیت سے اصلاحِ نفس کا مرحلۂ شوق طے ہوتا ہے اور کامیابی کی منزل ملتی ہے، بس دُعا یہی ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نفس کی شرارتوں سے ہمیں محفوظ رکھے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

[۴] زکوٰۃ کا نظام معاشی اعتبار سے بہت جامع ہے، اس سے جہاں گداگری پر قابو پایا جاسکتا ہے؛ وہیں مفلسی کے شکار مسلمانوں کی دادرسی بھی کی جاسکتی ہے، معاشرے کے دَبے کچلے افراد کے لیے زکوٰۃ ایک ایسا سہارا ہے جس کے ذریعے خود کفیل زندگی گزاری جاسکتی ہے، ماہِ صیام میں ثواب کی زیادتی کی وجہ سے بڑی تعداد میں مسلمان زکوٰۃ نکالتے ہیں، حالاں کہ اصولاً مالکِ نصاب پر نصاب کی مدت جب بھی پوری ہو زکوٰۃ نکالنی ضروری ہے، جن کے یہاں زکوٰۃ ماہِ صیام میں ہی نکالنے کی روایت ہے انھیں چاہیے کہ مستحقین کا جائزہ لے لیں۔

بڑی تعداد ان افراد کی بھی ہوتی ہے جو اہل ہوتے ہوئے بھی سوال نہیں کرتے اور صبر اختیار کر کے اپنی حاجت چھپاتے ہیں، ایسے افراد تک بھی مدد پہنچائی جائے، زکوٰۃ دینے کا عمل احسان کی بجائے رضائے الٰہی کی خاطر انجام پذیر بقیہ ص ۲۵ پر

* مضمون نگار نوری مشن مالے گاؤں مہاراشٹرا کے رکن ہیں۔

از: مفتی محمد معراج عالم مرکزی*

رمضان المبارک

عوام الناس کو دین سے قریب کرنے کا سنہرا موقع

رمضان المبارک کا مقدس و بابرکت مہینہ جب عالم اسلام پر سایہ فگن ہوتا ہے تو اپنی رحمت ونور سے زمانے بھر کو معطر کر دیتا ہے اور سارا عالم اپنے رب کے حضور اس کی رحمتوں، برکتوں کی سوغات لینے سوالی بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ مقصد وجود انسانی کے تحت انسان کا دل گناہوں کی آلودگی سے کنارہ کش ہو کر روزہ پر استقامت، نماز کی ادائیگی، سنن وواجبات کی پابندی، جذبۂ اخلاص وایثار، صبر واستقلال، تلاوت قرآن کریم اوراد و وظائف اور اعمال خیر کی طرف راغب ہو جاتا ہے اور مومن کی ایمانی حرارت میں مزید تیزی آجاتی ہے۔

ایسے پر بہار موقع سے امت کے علمائے کرام وائمہ عظام کے لیے بڑا بہترین موقع ہے کہ وہ اپنے فریضۂ دینی یعنی دعوت واصلاح، تبلیغ وارشاد کے ذریعہ عوام الناس کو دین کی صحیح تعلیمات سے روشناس کرائیں اور دینی مراکز میں درس قرآن، درس حدیث اور فقہی مسائل جیسے حلقوں کا اہتمام کریں، اس وقت جبکہ ملک ہندوستان میں سنگھی ذہن والے، ملک کی قومی یکجہتی کو خراب کرنے میں تُلے ہیں اور آئے دن حکومت، اسلامی تہذیب و روایات میں اپنی من مانی کرنے میں سرگرم عمل ہے، ایسے میں عوام الناس تک اسلامی تعلیمات کی ترویج واشاعت وقت کی اہم ضرورت بھی ہے۔

جبکہ دعوت واصلاح اور تبلیغ وارشاد کی اہمیت وفضیلت مذہب اسلام میں مسلم ہے اور قرآن وحدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے، یہاں تک کہ مولائے کائنات، حیدر کرار حضرت علی مشکل کشا کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اسے افضل الجہاد قرار دیا ہے، رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔ الخ" (النحل، آیت نمبر ۱۲۵)

ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔" (کنزالایمان)

"وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (آل عمران، آیت نمبر ۱۰۴) ترجمہ: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے منع کریں اور یہی لوگ مُراد کو پہنچے۔" (کنزالایمان)

اور احادیث مبارکہ میں بھی امر بالمعروف نہی عن المنکر کی واضح تاکید کی گئی ہے چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے جو برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روک دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان کے ذریعے روکے، اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل میں برا جانے اور یہ کمزور ایمان والا ہے۔" (مسلم شریف)

لہٰذا علمائے کرام، ائمہ مساجد اور داعیان اسلام اس رمضان المبارک کے پر بہار موقع سے اپنی اپنی مسجدوں میں بعد نماز فجر یا عصر مختصر دینی نشستوں کا انعقاد ضرور کریں تاکہ عوام الناس تک اسلامی تعلیمات اچھی طرح پہنچ سکے اس کے لیے مندرجہ ذیل طریقوں میں سے کسی ایک کو بھی اختیار کیا جاسکتا ہے، جس کا نتیجہ دارین کی سعادتوں سے ہمکنار ہونا ہے۔

درس قرآن

بلا شبہ قرآن عظیم ہی اسلامی تعلیمات کا سرچشمہ، انسانی

* مضمون نگار مسجد عزیزہ کوثر تاج باغ، ناگپور کے خطیب وامام ہیں۔

نجات کا ضامن، خداوند کریم کا تحفہ اور تمام تر علوم ومعارف کا خزانہ ہے، یہ اہل نظر کو بصیرت کی روشنی اور ہدایت کا نور عطا فرماتا ہے، لہٰذا اس مقدس کتاب میں اللہ جل جلالہ نے انسانی فلاح کے لیے جن اسباب کا ذکر اور دارین میں نجات پانے کے لیے جن احکام کی تاکید فرمائی ہے، ساتھ میں جن عجائبات وغرائبات کا ذکر فرمایا ہے، داعیان اسلام، رمضان کے مبارک دنوں میں عوام کو ان باتوں کا درس ضرور دیں۔

تفسیر قرآن

ملک کے اکثر مساجد میں عوام الناس کو حفاظ کرام کے ذریعے پورا قرآن پاک، نماز تراویح میں سننے کا موقع میسر آتا ہے، ایسے میں اگر انہیں قرآن کی سماعت کے ساتھ ساتھ اس کی تفسیر وتفہیم اور قدرے شان نزول کے متعلق بھی درس مل جائے تو یہ ان کے لیے بڑا سودمند ہوگا، اس کے لیے ائمہ کرام، تفاسیر کی چند کتابوں (تفسیر روح البیان، تفسیر نعیمی، کنز الایمان مع خزائن العرفان) میں سے کسی ایک عمدہ تفسیر کا انتخاب کریں اور مطالعہ کے بعد روزانہ کچھ منتخب سورتوں یا آیتوں کی تفسیر قوم کے سامنے بیان فرمائیں، یہ سلسلہ بھی اخیر رمضان تک جاری رکھیں۔

درس حدیث

اسی طرح رمضان المبارک میں عوام الناس کے لیے درس حدیث کا اہتمام بھی کر سکتے ہیں، اس کے لیے ائمہ کرام صحاح ستہ یا دیگر کتب احادیث میں سے کچھ احادیث کریمہ کا انتخاب کریں، پھر اس کی تشریح وتوضیح کتب معتبرہ سے مطالعہ کریں، بعدہ قوم کو اس کی تعلیم دیں اور ہو سکے تو اصلاح فکر واعتقاد کو ترجیح دیں کہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے اور پھر درستگی اعمال واخلاق۔

فقہی مسائل کا درس

عام طور پر لوگ روزہ، نماز، حج وزکاۃ کے تفصیلی مسائل سے ناآشنا ہوتے ہیں، یا تو اسلامی تعلیم نہ پانے کی وجہ سے یا پھر کچھ لوگ علما سے فقہی مسائل دریافت کرنے میں عار محسوس کرتے ہیں، ایسے میں رمضان المبارک ایک اچھا موقع ہے نوجوانوں کو فقہی مسائل کی تعلیم دینے کا اور اُن کے سوالات کے علمی جواب دینے کا، اس درس کے لیے نصابی کتاب "بہار شریعت" سب سے اہم ہے۔

پند ونصائح

جس طرح تحریر دعوت وتبلیغ کا اہم ذریعہ ہے کہ اس سے قوموں میں انقلاب رونما کیا جا سکتا ہے، اسی طرح وعظ ونصیحت، دعوت وارشاد، پاستانی حالات اور بزرگوں کی روایات وکرامات کا تذکرہ، یقیناً پژمردہ دلوں کو جلا بخشتا ہے اور اسے جذبۂ عمل سے معمور کر دیتا ہے، ایک مخلص داعی کے چند بول کسی بھی ویرانے دل کو آباد کر سکتا ہے اور اسے رشد وہدایت کے نور سے جگمگا سکتا ہے، لہٰذا رمضان کے مبارک ومسعود لمحات میں اس درس کا بھی اہتمام کیا جا سکتا ہے، اس کے لیے "احیاء العلوم، مکاشفۃ القلوب" وغیرہ کتابیں زیادہ کارآمد ہیں۔

◆◆◆

ص ۴۵ کا بقیہ.....

عرب نے جسے "امام المحدثین" کہا "مفسر شہیر" کہا، جس کی ریاضی میں مہارت کے جلوے دیکھ لینے کے بعد علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد نے کہا تھا:

"صحیح معنوں میں یہ ہستی نوبل پرائز کی مستحق ہے۔"

بے شک یہ عظمت خوفِ خدا، خشیت الٰہی کے سبب ہی تھی؛ جس کا اظہار بچپن میں ہی ہو گیا تھا، سچ ہے! اللہ والوں کا بچپن بھی شان والا ہوتا ہے، یہ خدائی اہتمام ہوتا ہے، اللہ جسے دین کی خدمت اور اسلام کی پاسبانی کو چُن لیتا ہے؛ اس کی ذات کو نکھار دیتا ہے، اُس کا بچپن بھی نرالا، شباب بھی نرالا، بڑھاپا، بھی نرالا اور زندگی نمونۂ عمل، اسوۂ نبوی پر عمل کی تصویر اور وہ مردِ مومن اور مردِ حق آگاہ ہوتا ہے، اس کی نگہِ ولایت سے انقلاب برپا ہوتا ہے، اقبالؔ نے ایسی ہی ذات کے لیے کہا تھا ؎

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

◆◆◆

دوسری اور آخری قسط

عہدِ وسطیٰ میں علما کی سائنسی خدمات

علمِ طب، علمِ ریاضی اور علمِ فلکیات کے حوالے سے

(از: ڈاکٹر محمد احمد نعیمی*)

اسلامیات

گزشتہ سے پیوستہ

علم ہیئت وافلاک (Astronomy)

اگر ہم بات کریں علم ہیئت اور افلاک کے بارے میں تو قرآن فرماتا ہے:

''وسخر لکم الیل والنہار والشمس والقمر والنجوم مسخرٰت بامرہ۔ ان فی ذالك لاٰیٰت لقوم یعقلون۔ اور اس نے تمہارے لیے رات اور دن کو، سورج اور چاند کو قابو میں کر دیا ہے اور تمام ستارے بھی اسی کے انتظام کے ماتحت ہیں۔'' (سورۃ النحل ۱۲)

''اللہ الذی یرسل الریٰح فتیثر سحابا فیبسطہ فی السماء کیف یشاء ویجعلہ کسفًا فتر الودق یخرج من خللہ۔ فاذا اصاب بہ من یشآء من عبادہ اذا ھم یستبشرون۔ اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے تو وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں، پھر وہ جس طرح چاہتا ہے اسے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور پرت پر پرت کر دیتا ہے پھر تم اس کے اندر سے بارش کو نکلتے دیکھتے ہو۔'' (سورۃ الروم ۴۸)

''یایھا الذین اٰمنوا اذا تداینتم بدین الیٰ اجل مسمًّی فاکتبوہ۔ اے ایمان والو جب تم کسی مقررہ مدت تک آپس میں قرض کا لین دین کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔''

(سورۃ البقرہ ۲۸۲)

قرآن کی ان جیسی آیات کو آئینہ بنا کر مسلم سائنس دانوں نے علم فلکیات وریاضی وغیرہ میں بھی ایسے مثالی نقوش قائم فرمائے کہ جن سے آج بھی دنیا فیضاب ہو رہی ہے، اس حوالے سے جن حضرات نے مثالی کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں، ان کی ایک بڑی فہرست ہے، جن میں عمر خیام، محمد بن موسیٰ خوارزمی، یعقوب کندی، البیرونی اور ابن سینا وغیرہ کو سر فہرست بیان کیا جا سکتا ہے۔

عمر خیام (Omar Khayyam)

عمر خیام سلجوقی دور کا سب سے عظیم اور معروف ومشہور سائنس داں، مؤرخ اور بے مثال شاعر ہے، اہلِ علم جس کو "Space Science" خلائی سائنس، علم خلا، علم فلکیات (Astronomy) اور ریاضی والجبرا (Mathematics) کا ماہر، اعلیٰ درجے کا فلسفی، شمسی وقمری تاریخ وکلینڈر کا محقق ومصلح اور ماحول وموسم سے متعلق سائنسی علوم کا مدبر ومفکر کی حیثیت سے جانتے ہیں۔

عمر خیام علم فلکیات (Astronomy) کا بھی ماہر تھا لہٰذا اس نے سلجوق حاکم ملک شاہ کی مدد سے اصفہان میں ایک اعلیٰ درجے کا ایک ایسا تحقیقی ادارہ رصدگاہ قائم کیا جہاں سے ستاروں کا حال دیکھا جاتا تھا، اس مرکز میں عمر خیام کے مشوروں سے بہترین اعلیٰ قسم کے آلات نصب کیے گئے اور دوسرے انتظامات کا بندوبست کیا گیا۔

عمر خیام نے نوروز نامہ نامی ایک کتاب لکھی جس میں شمسی کلینڈر سے متعلق اصلاحات اور ایجادات کی ایک تاریخ پیش کی ہے، علمِ خلا، علم فلکیات اور علم ہیئت کے ماہر ومحقق کے اہم فرائض ہیں آسمان سے متعلق اشیا اور مادوں کا تجربہ اور کھوج کرنا، دن، رات، طلوع آفتاب، غروبِ آفتاب، شمسی سال، قمری سال اور موسم وغیرہ کے بارے میں تحقیق کرنا۔

سلجوقی شہنشاہ ملک شاہ کے ذریعے تعمیر کردہ رصدگاہ (Observatory) میں خیام نے جو تحقیق وریسرچ کی اور نئی چیزیں ایجاد کیں ان میں سب سے زیادہ اہم اور دشوار کام سورج اور چاند کے سال کی پیمائش اور ان دونوں میں مطابقت پیدا کرنا تھی، زمانۂ قدیم کے یونانی اہلِ علم ودانش سال کو پورے ۳۶۵ر

* مضمون نگار شعبۂ اسلامک اسٹڈیز ہمدرد یونیورسٹی، نئی دہلی کے اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔

دن کا مانتے تھے اور اس سے مہینوں اور دنوں کا حساب لگاتے تھے، عمر خیام نے بہت احتیاط سے شمسی سال پر تحقیق کی اور پیمائش کے بعد پورے سال کی مقدار ۳۶۵ ر دن ۵ ر گھنٹے اور ۴۹ ر منٹس بتائی، جو آج کی تحقیق کے بہت قریب اور زیادہ صحیح ہے، موجودہ زمانے کے سائنس داں ۳۶۵ ر دن ۵ ر گھنٹے ۴۸ منٹس اور سات سیکنڈ بتاتے ہیں، عمر خیام کا یہی کلنڈر آج بھی یوروپ، امریکہ اور دوسرے ممالک میں رائج ہے، عمر خیام کا مغربی اور مشرقی دنیا پر یہ بہت بڑا احسان ہے۔

اسی طرح علم ریاضی اور الجبرا میں ''الجبر والمقابلہ'' عمر خیام کی ایک شاہکار تصنیف ہے، اس کتاب میں ریاضی (Mathematics) سے متعلق عمر خیام نے نئی نئی تحقیقات پیش کی ہیں اور علم ریاضی کو عروج بخشا ہے اور نئے نئے اصول ترتیب دئے ہیں۔

یہ کتاب یوروپ میں شائع ہونے کے بعد بہت مشہور و مقبول ہوئی اور اس کا مطالعہ کرنے کے بعد مغربی دنیا کے اہلِ علم نے آپ کو عظیم ریاضی داں تسلیم کیا، اسی طرح علم ریاضی میں عمر خیام نے بہت محنت و عرق ریزی کے بعد اپنی پہلی کتاب ''مکلب'' تصنیف فرمائی، جو مستقبل میں طلبۂ ریاضی کے لیے ایک بہترین مشعلِ راہ ثابت ہوئی۔

محمد بن موسیٰ خوارزمی (Algaurizin-Algoritmi)

خوارزمی علم ریاضی اور الجبرا وغیرہ کے عظیم محقق و موجد کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں، عباسی خلیفہ مامون رشید خوارزمی کو بہت مانتے تھے، خوارزمی نے مامون کی خواہش پر انتہائی تحقیق کے بعد ایک کتاب ''علم الحساب'' لکھی، جس میں ریاضی کے نئے نئے اصول و قواعد اور فارمولے بیان کیے، دوسری کتاب ''الجبرا و المقابلۃ'' تصنیف فرمائی، خوارزمی نے سیکڑوں سال پہلے الجبرا اور ریاضی کے جو اصول و قواعد تلاش کیے ہیں آج بھی اسکولوں اور کالجوں میں وہی پڑھائے جاتے ہیں۔

یعقوب کندی (Al-Kindus)

ابو یوسف یعقوب بن اسحاق کندی فلسفہ، علم فلکیات، علم نجوم (Astrology)، علمِ ریاضی اور علم ہندسہ وغیرہ کا عظیم ماہر محقق اور دو سو سے زائد کتابوں کا مصنف تھا جو مختلف موضوعات پر تھیں، علم ریاضی اور علم الہندسہ پر بھی کندی نے انتہائی مفید تحقیقات و تخلیقات پیش کی ہیں۔ ہندسے کو لکھنے کے طریقے کو بھی کندی نے بہت ترقی دی، اس موضوع پر آپ کی چار کتابیں یوروپ وغیرہ میں بہت مشہور ہوئیں۔

البیرونی (Al-Biruni)

برہان الحق ابوریحان محمد بن احمد البیرونی کو فلسفہ، سائنس اور ریاضی جیسے بہت سے علوم پر مہارت حاصل تھی، مختلف علوم میں آپ نے بہت سی بے مثال تحقیقات و ایجادات پیش کی ہیں، آپ نے مختلف موضوعات پر سو سے زائد کتابیں یادگار چھوڑی ہیں، علم فلکیات اور ریاضی میں بھی آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، آپ کی تصنیف ''تفہیم'' علم فلکیات اور علم ریاضی پر اس کا منہ بولتا شاہکار ہے، جس میں سوال و جواب کے انداز میں علم فلکیات اور ریاضی کی گتھیوں اور معموں کو سلجھایا گیا ہے، پھول کی پنکھڑیوں کی تعداد ۳-۴-۵-۶ ر یا ۱۸ ر ہونا اور کبھی ۷ ر یا ۹ ر ہونا، یہ تحقیق بھی بیرونی نے پیش کی ہے۔

روشنی کی رفتار آواز کی رفتار سے کہیں زیادہ ہے یہ بھی سب سے پہلے بیرونی نے ثابت کیا اور سمندر کے پانی کے نمکین و کھاری ہونے کی وضاحت بھی سب سے پہلے بیرونی نے بیان کی ہے۔

ابن سینا (Avicenna)

اسی طرح شیخ الرئیس ابن سینا منطق، فلسفہ، طب، فلکیات، ریاضی جیسے بہت سے علوم کے ماہر، محقق و موجد تھے، مختلف موضوعات پر آپ نے بھی بہت سی کتب تصنیف فرما کر اہلِ علم پر ایک بہت بڑا احسان فرمایا ہے، دیگر علوم و فنون کی طرح علمِ ریاضی، علمِ فلکیات اور علم نجوم وغیرہ پر بھی ''کتاب الشفا'' اور ''مقالہ فی الاجرام السماویہ'' بے مثال کتابیں تحریر فرمائی ہیں، خیال رہے کہ عہدِ وسطیٰ میں اکثر مسلم علما ''جامع العلوم'' (Polymath) ہوا کرتے تھے، یعنی بیک وقت وہ مختلف علوم و فنون کے ماہر، موجد و محقق ہوتے تھے۔

اگر ہم بات کریں ریاضی کی تو پورا قرآن ریاضی کا نظام

پیش کرتا نظر آتا ہے، مثلاً:

☆ قرآن کریم کا آغاز ''بسم اللہ'' سے ہوتا ہے، جس میں ۱۹/ حروف ہیں۔

☆ قرآن میں ۱۱۴/ سورتیں ہیں اور ۱۱۴/ بار ہی بسم اللہ آئی ہیں جو ۱۹/ سے برابر تقسیم ہوجاتی ہیں۔ ۱۹/ ۶ = ۱۱۴

☆ قرآن میں سب سے پہلے سورۂ ''اقرا'' کی ۵/ آیتیں نازل ہوئیں اور ان میں ۱۹/ کلمے ہیں۔

☆ قرآن میں سورہ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہیں ہے اور اس کی کمی سورۂ ''نمل'' پوری ہوگئی ہے اور کمال کی بات یہ کہ سورۂ نمل سورۂ توبہ سے ۱۹/ ویں نمبر پر اور انیسویں پارے میں ہے۔

☆ قرآن میں دوسری سورۂ ''المدثر'' نازل ہوئی اور اس کی تیسویں آیت میں ۱۹/ خود موجود ہے یعنی ''علیہا تسعۃ عشر'' (اس پر ۱۹/ فرشتے مقرر ہیں)

☆ ''ق'' سورۂ ''ق'' میں ۵۷/ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹/ سے برابر تقسیم ہوجاتا ہے، نیز اس سورۃ میں ایک جگہ ''اخوان'' کو چھوڑ کر ہر جگہ ''قوم'' کا لفظ استعمال ہوا ہے اور اخوان وقوم کا تقریباً ایک ہی مفہوم ہے اگر یہاں بھی قوم استعمال ہوتا تو ۱۹/ کا حساب بگڑ جاتا، اسی طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں قرآن میں موجود ہیں جن کی روشنی میں بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ۱۹/ کا ہندسہ قرآن کی ماسٹر چابی ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ قرآن ۱۹/ کے ہندسے کا پابند ہو، ہاں قرآن علم ریاضی کی بھی بہترین عکاسی کرتا ہے، یہ حقیقت ہے۔

سائنس اور مسلمان

حقیقت یہ ہے کہ ساتویں صدی عیسوی سے لے کر چودھویں صدی عیسوی تک عرب اور فارس کے مسلم سائنس دانوں نے میڈیکل سائنس اور دیگر سائنسی علوم میں بھی بنیادی کردار ادا کیا ہے، آج جو مغربی دنیا بالخصوص یوروپ اور امریکہ سائنس کی ترقی کے راگ الاپتا ہے، اس کی بنیادیں مسلم سائنس دانوں نے ہی ڈالی ہیں لیکن مغربی دنیا اور مغربی ممالک کے لوگوں نے بڑی ہی چالاکی اور مکر وفریب سے ان کو گمنام کردیا ہے۔

جس کا سب سے بڑا ثبوت مسلم سائنس دانوں کے ناموں کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں یوروپ اور امریکہ کے اہلِ علم ودانش نے ان کے ناموں کو ایسے مسخ کیا ہے کہ وہ عیسائی اور یہودی نام محسوس ہوتے ہیں، جیسے جابر بن حیان کو ''گیبر'' ابوالمعاشر بلخی کو ''بوماسار'' محمد بن موسیٰ خوارزمی کو ''گوریزن یا گورتمی'' فارابی کو ''فارابیس'' محمد بن جابر البطانی کو ''بٹینیس'' بوعلی سینا کو ''اَوِیسنا'' ابوبکر الرازی کو ''رہزس'' ثابت بن قرا کو ''تھیبت'' ابن اسحاق الکندی کو ''کِندُس'' ابن ہیثم کو ''ہیزن'' ابنِ زہر کو ''اوینزور'' ابن باجہ کو ''اویمپس'' اور ابن رشد کو ''اوروز'' وغیرہ جیسے بگڑے ناموں سے یاد کرتے ہیں جن سے پہلی نظر میں یہی لگتا ہے کہ یہ سب غیر مسلم سائنس داں ہیں۔

جب کہ بہت سے مغربی اہلِ علم نے اس بات کو قبول کیا ہے کہ سائنسی علوم وفنون کے حصول وارتقا میں مغربی دنیا مسلم سائنس دانوں کی مرہونِ منت ہے، مشہور مغربی سائنس داں راجر بیکن خود کہتا ہے کہ اس نے سائنس کا علم اندلس اور قرطبہ کی مسجدوں میں مسلمانوں کے سامنے گھٹنے ٹیک کر حاصل کیا ہے، اس وقت یوروپ جہالت میں ڈوبا ہوا تھا، ان کے یہاں سائنس سیکھنے کے لیے ہرگز اجازت نہ تھی، راجر بیکن کو بھی جیل میں ڈال دیا گیا تھا، جبکہ مسلمان سائنس کے میدان میں پوری دنیا میں چھائے ہوئے تھے۔

اٹلی کے مشہور سائنس داں گیلیلیو گیلیلی نے ۱۶/ ویں صدی عیسوی میں جب دوربین ایجاد کی اور سولر سسٹم کے بارے میں اپنی تحقیق پیش کی تو پادریوں نے اس جرم کے بدلے میں اسے قید کی سزا سنائی اور وہیں وہ ختم ہوگیا، مختصر یہ کہ میڈیکل سائنس اور دیگر سائنسی علوم وفنون میں مسلمانوں نے بہترین خدمات اور ایجادات پیش کی ہیں، یہ ہمارے اسلاف کی گمشدہ نعمت ودولت ہے، اس کو دوبارہ حاصل کرنا اور اس میدان میں پھر سے اپنا لوہا منوانا ہماری اوّلین ذمہ داری وفریضہ ہے، بالخصوص میڈیکل سائنس۔

اس لیے کہ بفرمانِ رسول ﷺ مریض کی عیادت کرنے والے کے لیے ستر ہزار فرشتے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں تو پھر معالج وطبیب کا کیا مرتبہ ہوگا؟

جدید سائنس اور مسلمان

جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں مسلمانوں کے پچھڑنے کے مختلف اسباب ہیں جن میں سے چند خاص اسباب اس طرح ہیں:

☆ عباسی دور نقلی و عقلی علوم وفنون کے ارتقا وفروغ کا سنہرا دور ہے، عباسی حکومت کے زوال اور عراق وخراسان بالخصوص بغداد، بلخ، نیشاپور، سمرقند، بخارا وغیرہ میں منگولوں کے ذریعے کئے گئے قتل عام، مالی وشہری تباہی و بربادی، اسلامی شان وشوکت کے زوال اور ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہونے کے بعد مسلمان دوبارہ اپنی عظمتِ رفتہ کو بحال نہ کر سکے اور ہمیشہ مختلف سیاسی، ملکی اور مذہبی حساس مسائل ومعاملات سے دوچار رہے اور اس طرح علوم وفنون کے ارتقا وفروغ پر غور وفکر کے بجائے اپنا وجود بچانے کی تگ ودو کرتے رہے۔

☆ مختلف وجوہات کی بنا پر مسلمان یوروپین اقوام کے ذہنی وفکری اور سیاسی غلام بن گئے۔ اور غلامی کے اس طویل دور میں مسلمان سائنس داں اور ماہرین حکومت کی سرپرستی وحمایت سے محروم رہے، یہ بھی مسلمانوں کے سائنسی میدان میں پسماندگی وتنزلی کا ایک سبب ہے۔

☆ تیسری خاص وجہ یہ ہے کہ مسلم ممالک اگرچہ اب آزاد ہو چکے ہیں لیکن سیاسی غلامی کے ختم ہونے کے باوجود ذہنی غلامی اب بھی موجود ہے، ایک آزاد مسلم قوم اور ملک کے لیے ضروری تھا کہ وہ جملہ سائنسی علوم کو اپنے اصول زندگی، طریقہ غور وخوض، روایات اور اپنی اپنی زبانوں کے لحاظ سے مرتب کرتے اور اپنی زبان کے اعتبار سے تعریفات اور اصطلاحات استعمال کرتے، دوسری تہذیبوں اور اقوام سے سبق لیتے ہوئے اپنے تحقیقی ادارے قائم کرتے اور تحقیق وکھوج (Research) کے لیے دورِ جدید کے مطابق نئی راہیں ہموار کرتے تو سائنسی علوم میں مسلم اقوام کا آج یہ حال نہ ہوتا، مسلمانوں کی سائنسی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ اب تک کی سائنسی ترقی کو نئے ڈھنگ سے مرتب کیا جائے ایسا ڈھنگ اور ایسا طریقہ جو اسلامی فکر سے ہم آہنگ ہو۔

جدید سائنس میں مسلمانوں کے زوال سے متعلق الزامات

آج کچھ نام نہاد اہلِ علم و دانش یہ الزام لگاتے ہیں کہ سائنس کے میدان میں مسلمانوں کے پچھڑنے کی وجہ مسلم علما وفقہا کی مخالفت وتردید ہے، وہ کہتے ہیں کہ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی میں مسلمانوں کی پسماندگی اور زوال کی وجہ امام غزالی اور ترکی کے شیخ الاسلام کے دو فتوے ہیں، امام غزالی نے اپنی کتاب ''تہافت الفلاسفہ'' کے ذریعے فتویٰ دیا کہ نمبرات سے کھیلنا شیطان کا کام ہے، اس لئے میتھ میٹیکل کیلکولیشن سے مسلمانوں کو دور رہنا چاہئے، امام غزالی کی چونکہ اس وقت پوری اسلامی دنیا میں بہت قدر و منزلت تھی، لہٰذا ان کے فتوے کی خلاف ورزی کرنا مسلمانوں نے اسلام کی خلاف ورزی سمجھا اور اس طرح جدید سائنسی علوم و فنون میں مسلمانوں کا عروج وارتقا تھم گیا۔

درحقیقت یہ امام غزالی پر سراسر بہتان ہے، اس لئے کہ انہوں نے سائنس کی مخالفت وتردید میں کبھی کوئی فتویٰ نہیں دیا ہے بلکہ فلسفیوں کے بے ہودہ اور ملحدانہ عقائد ونظریات کی تردید کی ہے، مثلاً فلسفی کہتے ہیں:

☆ یہ سارا جہان اللہ نے پیدا نہیں کیا بلکہ وہ ایک طاقت ہے جس کو وہ عقل کا نام دیتے ہیں، اس سے ایک طاقت اور عقل نے جنم لیا، اس سے ایک اور عقل نے یہاں تک کہ یہ سلسلہ دسویں عقل تک پہنچا اور اس سے یہ ساری کائنات پیدا ہوئی۔

☆ مابعد الطبعیات (Metaphysics) کے بارے میں ان کا لکھا ہوا علم منطق اور ریاضی یعنی دو اور دو چار کی طرح یقینی ہے۔

☆ کائنات ہمیشہ سے ہے۔ ایسا نہیں کہ خدا نے اس کو کسی گھڑی میں پیدا کیا، جب سے خدا ہے تب سے کائنات بھی ہے۔

☆ قیامت کے بعد ارواح دوبارہ جسم میں نہیں لوٹائی جائیں گی، نیز امام غزالی کے دور میں اور آپ کے بعد بھی سیکڑوں سائنس داں ہوئے ہیں، اسلامی تاریخی کتب آج بھی جس کی شاہد ہیں۔

ترکی کے شیخ الاسلام کے تعلق سے یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے پرنٹنگ پریس کے خلاف فتویٰ جاری کیا اور اس وقت کی سلطنت عثمانیہ نے اس فتوے کی خلاف ورزی پر سزائے

موت کا فرمان جاری کیا جس کی وجہ سے مسلم قوم سائنس اور ٹیکنالوجی میں پستی وتنزلی کا شکار ہوگئی، حالانکہ یہ بھی سراسر بہتان والزام ہے، کیونکہ اس بات کے بہت سے شواہد اور دلائل موجود ہیں کہ اس دور میں عیسائی اور یہودی پرنٹنگ پریس سے طبع شدہ کتب اور قرآن ترکی میں بآسانی ملتے تھے۔

ایسی صورت میں غیر مسلموں کی پرنٹنگ پریس سے پرنٹ کی ہوئی کتب یا قرآن کا فروخت کرنا، خریدنا یا پڑھنا جائز ہو اور اس پر کوئی پابندی نہ ہو اور اپنے ملک کی پرنٹنگ پریس اور اس سے کتابیں چھاپنا ممنوع وحرام ہو یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے، نیز جو فتویٰ مسلمانوں کی تعلیمی وفکری تنزلی وتباہی کا سبب بنا یقیناً وہ بہت اہم اور تاریخی فتویٰ ہوگا لہٰذا معترضین اگر اپنے الزام میں درست وصادق ہیں تو وہ فتویٰ پیش کریں، یقیناً وہ قیامت تک نہیں کر پائیں گے۔ ◆◆◆

ص ۳۵ کا بقیہ

تو پایا مگر دیدارِ جمال نبوی ﷺ سے مشرف نہ ہو سکے، ہر وقت اپنی والدہ کی خدمت میں مشغول رہتے تھے، ایک مرتبہ والدہ سے اجازت طلب کی کہ مدینہ منورہ حاضر ہو کر شرف صحبت حاصل کر سکوں، والدہ نے کہا کہ بیٹا جاؤ مگر جلدی واپس آجانا، حضرت اویس قرنی مدینہ منورہ حاضر ہوئے مگر نبی علیہ السلام کسی غزوہ کے لئے مدینہ سے باہر تشریف لے گئے تھے، والدہ کے حکم کی وجہ سے انتظار میں زیادہ نہ رک سکے اور واپس گھر چلے آئے۔

جب نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے اور آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ قبیلہ قرن کا ایک نوجوان آپ کے دیدار کے لئے حاضر ہوا تھا مگر والدہ کے حکم کی وجہ سے واپس چلا گیا تو نبی علیہ السلام نے اپنا جبہ مبارک حضرت عمر وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیا اور فرمایا کہ میری طرف سے یہ ہدیہ اویس قرنی کو پہنچا دینا اور اسے کہنا کہ یہ جبہ پہن کر میری گناہ گار امت کے لئے مغفرت کی دعا کرے، تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ وصالِ نبوی ﷺ کے بعد حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وہ جبہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچا دیا۔

واقعہ 6

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک بھائی نہایت عبادت گزار تھے اور رات دن عبادت میں مشغول رہتے تھے جبکہ آپ کا بیشتر وقت والدین کی خدمت واطاعت میں گزرتا تھا، ایک رات جب آپ کے بھائی ذکر وعبادت میں مشغول تھے تو ایک ندا سنی کہ کسی کہنے والے نے کہا ''ہم نے تمہارے بھائی کی مغفرت کی اور اس کی برکت سے تمہیں بھی بخش دیا'' یہ بھائی بڑے حیران ہوئے کہ ذکر وعبادت میں تو میں ہر وقت مشغول رہتا ہوں مگر مجھے ابوالحسن کے طفیل بخش دیا گیا، ندا آئی کہ ہمیں تیری عبادت کی حاجت نہیں بلکہ محتاج ماں کی خدمت کرنے والے کی اطاعت ہمیں مطلوب ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء) ◆

ص ۳۳ کا بقیہ

صرف مذہبی حلیے میں ملبوس شخص ہی کیوں نا ہو! اگر وہ اس قدر سطحی پن اور تملق بازی کا مظاہرہ کرے گا تو بقیہ جو حضرات اس چیز سے حتی الوسع باز رہتے ہیں اور اس حرکت کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں ان کے تعلق سے عوام میں کیا پیغام جائے گا؟ عوام تو بلاشبہ یہی سوچیں گے کہ سارے مولانا ایسے ہی ہوتے ہیں، ایسے نیم خواں لوگ "ایک مچھلی سارے تالاب کو گندا کر کے چھوڑتی ہے" والے محاورے کی جیتی جاگتی عملی تصویر ہوتے ہیں، انھیں اپنی اس بچکانہ حرکتوں سے باز آنا چاہیے، غالباً حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ "محمد" نامی ایک شخص کو کوئی رذیل کام کرتے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ یا تو اپنا کام بدل دو اور اگر کام نہیں بدل سکتے تو اپنا نام بدل دو۔

آج جو لوگ علمائے محتاطین کے کردار کو اپنی ان سطحی حرکتوں سے داغ دار کرنے پر تلے ہیں، ان کے سامنے میں آپ کی اسی بات کو دہرانا چاہوں گا کہ آپ لوگ یا تو اپنی ان طفلانہ حرکتوں سے باز آجاؤ اور اگر اس قدر چسکا لگ چکا ہے کہ آپ یہ چیز نہیں چھوڑ سکتے تو کم از کم پھر ظاہری لباس وغیرہ بدل کر یہ بے جا حرکتیں کیا کرو، غیر ضروری کمنٹ کر کے انگوٹھوں کی انرجی ضائع مت کریں۔ ◆◆◆

(از: سوشل میڈیا)

والدین کا ادب واحترام اور اس کے ثمرات چند واقعات کی روشنی میں

اسلامیات

واقعہ 1

بنی اسرائیل کا ایک یتیم بچہ ہر کام اپنی والدہ سے پوچھ کر ان کی مرضی کے مطابق کیا کرتا تھا، اس نے ایک خوبصورت گائے پالی اور ہر وقت اس کی دیکھ بھال میں مصروف رہتا، ایک مرتبہ ایک فرشتہ انسانی شکل میں اس بچے کے سامنے آیا اور گائے خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا، بچے نے قیمت پوچھی تو فرشتے نے بہت تھوڑی قیمت بتائی، جب بچے نے ماں کو اطلاع دی تو اس نے انکار کر دیا، فرشتہ ہر بار قیمت بڑھاتا رہا اور بچہ ہر بار اپنی اماں سے پوچھ کر جواب دیتا رہا، جب کئی مرتبہ ایسا ہوا تو بچے نے محسوس کیا کہ میری والدہ گائے بیچنے پر راضی نہیں ہیں، لہٰذا اس نے فرشتے کو صاف انکار کر دیا کہ گائے کسی قیمت پر نہیں بیچی جاسکتی، فرشتے نے کہا کہ تم بڑے خوش بخت اور خوش نصیب ہو کہ ہر کام اپنی والدہ سے پوچھ کر کرتے ہو، عنقریب تمہارے پاس کچھ لوگ اس گائے کو خریدنے کے لئے آئیں گے تو تم اس گائے کی خوب بھاری قیمت بتانا۔

دوسری طرف بنی اسرائیل میں ایک آدمی کے قتل کا واقعہ پیش آیا اور انہیں جس گائے کی قربانی کا حکم ملا وہ اسی بچے کی گائے تھی، چنانچہ بنی اسرائیل کے لوگ جب اس بچے سے گائے خریدنے کے لئے آئے تو اس بچے نے کہا کہ اس گائے کی قیمت اس کے وزن کے برابر سونا ادا کرنے کے برابر ہے، بنی اسرائیل کے لوگوں نے اتنی بھاری قیمت ادا کر کے گائے خرید لی۔

تفسیر عزیزی اور تفسیر معالم العرفان فی دروس القرآن میں لکھا ہے کہ اس بچے کو یہ دولت والدین کے ادب اور ان کی اطاعت کی وجہ سے ملی، تفسیر طبری میں بھی اسی طرح کا واقعہ منقول ہے، اس سے معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت و ادب کا کچھ صلہ اس دنیا میں بھی دے دیا جاتا ہے۔

واقعہ 2

بنی اسرائیل کے تین آدمی اکٹھا سفر کر رہے تھے کہ اچانک موسلا دھار بارش شروع ہوگئی، تینوں نے بھاگ کر ایک قریبی پہاڑ کی غار میں پناہ لے لی، اسی دوران ایک چٹان اوپر سے گری جس سے غار کا منہ بند ہوگیا، غار کے اندر اندھیرا ہوگیا، سانس گھٹنے لگی حتیٰ کہ تینوں کو موت سامنے کھڑی نظر آرہی تھی، انہوں نے مشورہ کیا کہ کیوں نہ بارگاہ الٰہی میں اپنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کیا جائے، چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا، اے پروردگار عالم! تو جانتا ہے کہ میرے والدین بوڑھے تھے، میں سارا دن بکریاں چراتا تھا اور شام کو گھر واپس آکر ان بکریوں کا دودھ اپنے والدین کو پلاتا تھا، ایک دن گھر واپس آنے میں تاخیر ہوگئی تو میں نے دیکھا کہ والدین سو چکے ہیں۔

اے اللہ! میں دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لے کر انتظار کرتا رہا کہ جب ان کی آنکھ کھلے گی تو دودھ پیش کر دوں گا، اسی حال میں میری ساری رات گزر گئی، رب کریم! اگر میرا یہ عمل تیری نظر میں مقبول ہے تو اس کی برکت سے چٹان کو دور فرما، چنانچہ چٹان اپنی جگہ سے سرک گئی اور غار کے منہ کا تیسرا حصہ کھل گیا، پھر دوسرے اور تیسرے نے اپنے اعمال صالحہ کے وسیلے سے دعا مانگی حتیٰ کہ چٹان ہٹ گئی اور ان لوگوں کی جان میں جان آئی۔

(بخاری شریف، ج ۱ ص ۴۹۳)

واقعہ 3

ایک نوجوان اپنے والدین کا بڑا ادب واحترام کیا کرتا تھا اور ہر وقت ان کی خدمت میں مشغول رہتا تھا، جب والدین کافی

عمر رسیدہ ہو گئے تو اس کے بھائیوں نے مشورہ کیا کہ کیوں نہ اپنی جائیداد کو والدین کی زندگی ہی میں تقسیم کرلیا جائے تا کہ بعد میں کوئی جھگڑا نہ کھڑا ہو، اس نوجوان نے کہا کہ آپ جائیداد کو آپس میں تقسیم کرلیں اور اس کے بدلے مجھے اپنے والدین کی خدمت کا کام سپرد کردیں، دوسرے بھائیوں نے برضا ورغبت یہ کام اس بھائی کے سپرد کردیا، یہ نوجوان سارا دن محنت مزدوری کرتا پھر گھر آ کر بقیہ وقت اپنے والدین کی خدمت اور بیوی بچوں کی دیکھ بھال میں گزارتا۔

وقت گزرتا رہا حتیٰ کہ اس کے والدین نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا، ایک مرتبہ یہ نوجوان رات کو سو رہا تھا کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا اسے کہہ رہا ہے، اے نوجوان! تم نے اپنے والدین کا ادب کیا، ان کو راضی اور خوش رکھا، اس کے بدلے تمہیں انعام دیا جائے گا، جاؤ فلاں چٹان کے نیچے ایک دینار پڑا ہے وہ اٹھالو، اس میں تمہارے لئے برکت رکھ دی گئی ہے۔

یہ نوجوان صبح کے وقت بیدار ہوا تو اس نے چٹان کے نیچے جا کر دیکھا تو اسے ایک دینار پڑا ہوا مل گیا، اس نے دینار اٹھا لیا اور خوشی خوشی گھر کی طرف روانہ ہوا، راستے میں ایک مچھلی فروش کی دوکان کے قریب سے گزرتے ہوئے اسے خیال آیا کہ اس دینار کے بدلے میں ایک بڑی سے مچھلی خرید لی جائے تا کہ بیوی بچے آج اس کے کباب بنا کر کھائیں، چنانچہ اس نے دینار کے بدلے ایک بڑی مچھلی خرید لی، جب گھر واپس آیا تو اس کی بیوی نے مچھلی کو پکانے کے لئے کاٹنا شروع کیا، پیٹ چاک کیا تو اس میں سے ایک بہت قیمتی ہیرا نکلا، نوجوان اس ہیرے کو دیکھ کر خوشی سے پھولا نہ سمایا، جب بازار جا کر اس ہیرے کو بیچا تو اتنی قیمت ملی کہ اس کی ساری زندگی کا خرچہ پورا ہو گیا۔

واقعہ4

ایک بزرگ رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے، ایک دفعہ ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے کسی دوست سے ملاقات کرنی چاہئے، انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نوجوان اپنی بکریوں کو چرا رہا ہے اور کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ یہ نوجوان اللہ کا دوست ہے، تم اس سے ملاقات کرلو، وہ بزرگ بیدار ہوئے تو انہیں اس نوجوان سے ملاقات کی جستجو ہوئی، ایک دن انہوں نے دیکھا کہ وہ نوجوان اپنی بکریوں کا ریوڑ لے کر راستے سے گزر رہا ہے، وہ بزرگ اس نوجوان سے مل کر بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ میں چند دن آپ کے گھر مہمان بن کر رہنا چاہتا ہوں، نوجوان نے بھی خوشی کا اظہار کیا اور اس بزرگ کو اپنے گھر لے آیا۔

رات کے وقت دونوں آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ اس بزرگ نے نوجوان سے اپنے خواب کا تذکرہ کیا اور پوچھا کہ تمہارا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا ہے کہ تمہیں اس پروردگار نے اپنے دوستوں میں شامل کرلیا ہے؟ یہ سن کر وہ نوجوان آبدیدہ ہو گیا، پھر اس نے قریب کا کمرہ کھول کر دکھایا کہ اس میں دو مسخ شدہ چہروں والے انسان بندھے ہوئے تھے، وہ بزرگ حیرت زدہ رہ گئے اور پوچھنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ نوجوان نے کہا کہ یہ میرے غافل اور گنہگار والدین ہیں، ایک مرتبہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی گستاخی کی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے چہروں کو مسخ کردیا۔

میں سارا دن بکریوں کا ریوڑ چراتا ہوں اور جب واپس گھر آتا ہوں تو پہلے والدین کو کھانا کھلاتا ہوں بعد میں خود کھاتا ہوں، گو انہوں نے اپنے جرم کی سزا دنیا ہی میں پالی مگر میرا فرض بنتا ہے کہ ان کی خدمت کروں، آخر میرے تو والدین ہیں، وہ بزرگ حیران ہوئے اور انہوں نے نوجوان کو سینے سے لگا کر کہا کہ ہم نے ساری ساری رات عبادت کی اور سارا سارا دن روزہ رکھا مگر اس مقام تک نہ پہنچ سکے جس مقام پر آپ کو والدین کے ادب اور ان کی خدمت کی وجہ سے پہنچنا نصیب ہوا۔

(حقوق والدین)

واقعہ5

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر تابعین میں سے تھے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ بقیہ ص ۳۳ پر

از: مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی *

حضرت علی! شیر خدا بھی، باب علم بھی

اسلام و اخلاق

رات آہستہ آہستہ گہراتی جارہی تھی کہ اچانک بستر پر لیٹے ہوئے جوان کو اس کے کفیل نے بیدار کیا، کچھ ذمہ داریاں سپرد کیں اور اپنے ہی بستر پر لٹا دیا، عمر کا 23 واں سال تھا، والد کا سایہ سر پر تھا نہیں، جس مہربان مربی کی کفالت میں تھے، وہ خود شہر چھوڑ کر جارہے تھے، باہر دشمن ننگی تلواریں لیے اسی "مربی" کے منتظر تھے، رات کے خوف ناک سناٹے میں موت کی خاموش آہٹ صاف سنائی دے رہی تھی، کسی بھی وقت بستر پر ننگی تلواریں گر سکتی تھیں۔

ایسے ماحول میں اس نوجوان نے اپنا بستر چھوڑ کر اپنے "کفیل" کا بستر سنبھالا، خوف و دہشت کے مہیب سناٹے کے درمیان اس نوجوان نے دشمنوں کی تلواروں کا ذرہ برابر خیال نہیں کیا اور نہایت بے خوفی کے ساتھ بستر پر لیٹ گیا، آپ جانتے ہیں دشمنوں کے بیچ بے خوفی سے لیٹنے والا نوجوان کون تھا؟

یہ نوجوان شیر خدا، باب مدینۃ العلم سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم تھے اور ان کے کفیل و مربی تاجدار کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ تھے! اس کارنامے پر فخر کرتے ہوئے آپ کہا کرتے تھے: ؎

وَقَیتُ بِنَفسی خَیر من وطی الثریٰ
وَمَن طاف بِالبَیت العتیق و بِالحجر

"میں نے اپنی جان خطرے میں ڈال اس ذات گرامی کی حفاظت کی جو اہل زمین اور کعبہ و حطیم کا طواف کرنے والوں میں سب سے بہتر بلند رتبہ ہیں۔

آپ کی ولادت عام الفیل کے تقریباً 30 سال بعد 13 رجب المرجب کو ہوئی، آپ کے والد ابو طالب بن عبد المطلب اور والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد تھیں، جناب ابو طالب حضور اقدس ﷺ کے سگے چچا تھے، اس رشتے سے حضرت علی آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی بھی ہوتے ہیں۔

جس وقت حضور مادرِ شکم میں تھے تو والد کے سایے سے محروم ہوئے، چار سال کی عمر میں مشفقہ والدہ اور چھ سال کی عمر میں شفیق دادا بھی رخصت ہو گئے، امتحان و آزمائش کے زمانے میں جناب ابو طالب نے آگے بڑھ کر یتیم بھتیجے کے سر پر دست شفقت رکھا۔ اپنی اولاد سے بڑھ کر پیار دیا۔ زندگی کے کسی لمحے مہربان باپ کی کمی کا احساس نہ ہونے دیا۔ قدرت کے کھیل بھی عجیب ہوتے ہیں، وقت نے پلٹا کھایا اور ابو طالب مالی مشکلات کا شکار ہوئے، مہربان چچا کی مشکلات دیکھ حضور اکرم ﷺ نے آگے بڑھ کر حضرت علی کو اپنی کفالت میں مانگ لیا۔

اس طرح حضرت علی حضور علیہ السلام کی تربیت میں پروان چڑھے، جس ذات کی پرورش اور تربیت نور نبوت کے جلووں میں ہوئی ہو اس کی علمی و روحانی رفعتوں کا اندازہ بھلا کون لگا سکتا ہے؟

جس وقت حضور علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا تو آپ دس سال کے تھے، عرب معاشرے میں بت پرستی عام تھی مگر اپنی سلجھی ہوئی طبیعت اور نبی کونین کی تربیت کی بدولت کفر و شرک کی گندگی سے ہمیشہ دور رہے، معاشرے کی دیگر خرابیاں بھی آپ کے دامن عفت پر کوئی داغ نہ لگا سکیں اور آپ تمام برائیوں سے محفوظ رہے، زمانہ کفالت میں ایک روز آپ نے حضور ﷺ اور سیدہ خدیجہ کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ عمر بھلے ہی کم تھی مگر آپ کی فہم و فراست نے سمجھ لیا کہ یہ طریقہ عبادت اہل مکہ سے جدا اور منفرد ہے۔ آپ نے حضور سے سوال کیا۔

عموماً اس عمر کے بچوں کو جواب کی بجائے ٹال دیا جاتا ہے، کیوں کہ بچوں کا ذہن گہری اور بڑی بات کا متحمل نہیں ہوتا، مگر حضور جانتے تھے کہ علی کم عمر ضرور ہیں مگر اعلی درجے کے فہیم و

* مضمون نگار ماہنامہ سواد اعظم دہلی کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

ذکی ہیں، اس لیے حضور علیہ السلام نے آپ پر دعوت اسلام پیش کی، پیغام اسلام سن کر آپ نے غور کرنے کے لیے کچھ وقت مانگا۔ غور وفکر کے بعد اسلام کی حقانیت نے آپ کے دل کے دروازے کھول دئے اور آپ کلمہ پڑھ کر دامن رسالت سے وابستہ ہو گئے، حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اَوّل من اَسلَم مَعَ رَسول اللّٰہ ﷺ عَلِیّ۔ رسول اللہ ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی ہیں۔" (مصنف ابن ابی شیبہ۔ 7/263)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"وَکان اَوّلُ من اَسلم مِن النّاس بَعْد خَدِیجة۔ حضرت علی نے سیدہ خدیجہ کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔" (مسند احمد 1/331)

ان روایتوں کے مطابق حضرت علی نے سب سے پہلے یا حضرت خدیجہ کے بعد اسلام قبول کیا، بعض روایتوں کے مطابق سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا، امام ترمذی لکھتے ہیں:

"وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، قَالَ بَعْضُهُمْ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ، وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ أَبُو بَكْرٍ، وَأَسْلَمَ عَلِيٌّ وَهُوَ غُلَامٌ ابْنُ ثَمَانِ سِنِينَ، وَأَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النِّسَاءِ خَدِيجَةُ۔ سب سے پہلے ایمان لانے کے سلسلے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے، بعض راویوں نے کہا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق نے اسلام قبول کیا ہے، اور بعض نے کہا ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی اسلام لائے ہیں اور بعض اہل علم نے کہا ہے: بڑے مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر نے اسلام لائے اور علی جب اسلام لائے تو وہ آٹھ سال کی عمر کے لڑکے تھے، اور عورتوں میں سب سے پہلے سیدہ خدیجہ نے اسلام قبول کیا۔" (سنن ترمذی: رقم الحدیث 3734)

ممکن ہے بعض لوگوں کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ آخر ان روایتوں میں اتنا فرق کیوں ہے؟ جواب بڑا سادہ سا ہے حضرت خدیجہ آپ کی شریک حیات تھیں اور حضور ﷺ کی بدلتی ہوئی کیفیت کی عینی شاہد بھی! آپ نے ہی سب سے پہلے حضور کی رسالت کا اقرار کیا۔ لیکن یہ گھر کا معاملہ تھا۔

گھر کے باہر سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق ہی وہ شخص تھے جو معاشرے میں ایک پہچان رکھتے تھے اس لیے جب آپ نے قبول اسلام کیا تو پورے مکے میں اس بات کا چرچا ہوا، حضرت علی اس وقت نوعمر تھے اس لیے ان کے ایمان کی شہادت گھر کے قریبی افراد نے ہی دی جبکہ حضرت ابوبکر کے قبول اسلام کا سارے مکے کو پتا تھا۔ بس ہر ایک نے اپنی معلومات کے حساب سے روایت بیان کی۔ اور بہترین بات وہی ہے جسے امام ترمذی نے بیان کیا ہے۔

جنگ خیبر کا معرکہ گرم تھا، کئی حملوں کے بعد اخیر میں اسلامی لشکر کا علَم سیدنا علی المرتضی کے حصے میں آیا۔ آپ فوج لے کر قلعہ قموص پہنچے اور یہودیوں کو اسلام کی دعوت پیش کی۔ مسلمانوں کی پر امن دعوت کا جواب اینٹ پتھروں سے دیا گیا، اس سے بھی جی نہیں بھرا تو قلعہ کا سردار مُرحّب پورے دَل بَل کے ساتھ مقابلے پر اترا، چہرے پر زرد رنگ کا نقاب اور سر پر پتھر کا خود پہن کر اتراتے ہوئے کہا: ؎

قَد عَلِمت خَیبرُ اَنّی مُرَحّب
شَاکیَ السّلاح بطَل مجرّب

"خیبر اچھی طرح جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔
اسلحہ پوش اور اعلی درجے کا تجربہ کار بہادر ہوں۔"

عقل مند کہتے ہیں کہ اصل جنگ ہتھیار سے نہیں دماغ سے لڑی جاتی ہے۔ ایک بار فریق مخالف کے دماغ میں مدمقابل کا خوف بیٹھ جائے تو معمولی وار سے بھی طاقت ور دشمن کو زیر کیا جا سکتا ہے، مرحب ایک تجربہ کار فوجی تھا، اس نے مولی علی پر اسی نفسیاتی وار کا حملہ کیا تا کہ آپ مرعوب ہو جائیں۔ مگر آج مرحب کا برادن تھا۔ اس کا مقابلہ اس جوان سے تھا، جو بہادری کے ساتھ نفسیات جیسے کتنے ہی علوم کا ماہر بھی تھا۔ مرحب کے نفسیاتی وار کو

کاٹتے ہوئے آپ نے بڑی جواں مردی اور شان بے نیازی سے جواب دیا: ؎

اَنا الّذی سَمّتنِی اُمّی حَیدرہ
کَلَیثِ غَابَاتٍ کَرِیہِ المنظَرہ

"میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے، میں کچھار کے شیر کی طرح ہیبت ناک ہوں۔"

نفسیاتی وار خالی جاتے دیکھ مرحب نے تلوار نکالی اور آپ پر زبردست حملہ کیا۔ آپ نے نہایت پھرتی سے خود کو بچایا۔ اب باری آپ کی تھی، ذوالفقار حیدری بجلی کی طرح چمکی ابھی نگاہ ڈھنگ سے ٹھہر بھی نہ پائی تھی کہ تلوار مرحب کے سر پر قہر خداوندی بن کر ٹوٹ چکی تھی۔ وار کی شدت کا عالم یہ تھا کہ تلوار نے پہلے خود کو کاٹا، پھر مغفر اور سر کو کاٹتی ہوئی مُرحب کے دانتوں تک اتر آئی، ایک ہی وار میں مرحب لاش میں بدل چکا تھا۔ ؎

شاہ مرداں، شیر یزداں، قوت پروردگار
لافتی الاعلی، لاسیف الا ذوالفقار

سیدنا علی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کے ان اہم افراد میں شامل تھے جو تعلیم کا ماحول نہ ہونے کے باوجود لکھنے پڑھنے کا اعلی ذوق رکھتے تھے، صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں اور کافروں کے مابین جو صلح نامہ لکھا گیا وہ آپ نے ہی لکھا تھا۔ اسی موقع پر نبی اکرم ﷺ کی ذات سے آپ کی بے لوث محبت کا ایک عدیم المثال منظر بھی سامنے آیا۔ معاہدہ لکھتے ہوئے آپ نے تحریر فرمایا:

"هَذَا مَا كَاتَبَ عَلَيْهِ محمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ۔ یہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے تحریری صلح فرمائی۔"

کفار مکہ کے سفیر سہیل بن عمرو نے "رسول اللہ" کے لفظ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے اور ہمارے درمیان اسی بات کا تو جھگڑا ہے، اگر ہم آپ کو رسول مانتے تو اس صلح کی ضرورت ہی کیا تھی؟

"فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ لَمْ نُقَاتِلْكَ۔ اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ سے ہرگز نہ لڑتے۔"

حضور نے یہ سن کر حضرت علی کو لفظ "رسول اللہ" مٹانے کا حکم دیا، اب حضرت علی کے لیے آزمائش کا مرحلہ تھا، عقل کا اصرار تھا کہ وہ لفظ مٹا دیا جائے مگر عشق کہتا تھا جس ذات کو "رسول اللہ" کو مان کر ابدی عزت ملی ہے، اس لفظ کو کس طرح مٹاؤں؟ عقل و عشق کے مابین جنگ چھڑ گئی، آخر عشق بازی لے گیا اور آپ نے بہ کمال ادب عرض کیا:

"مَاأَنَابِالَّذِي أَمحاهُ۔ سرکار! میں اس لفظ کو نہیں مٹا سکتا۔"

حضرت علی عشق کے ہاتھوں مجبور تھے، دلوں کے حال جاننے والے مصطفیٰ جان رحمت سے علی کی کیفیت پوشیدہ نہ تھی اس لیے آپ نے حضرت علی کے عشق کو عزت بخشتے ہوئے خود ہی اس لفظ کو مٹا دیا "فَمَحَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے اس لفظ کو اپنے ہاتھ سے مٹا دیا۔"

(صحیح مسلم، رقم الحدیث 4629)

نبی رحمت کی بارگاہ سے ہر صحابی کو ایک منفرد مقام و مرتبہ حاصل ہوا، سیدنا علی اس لحاظ سے بڑے خوش نصیب ثابت ہوئے کہ آپ کو "أنا مدينة العلم، وعلي بابها۔" کا مقام رفیع عطا ہوا، یمن کی قضا سونپتے وقت آپ نے حضرت علی کے سینے پر ہاتھ رکھ یہ دعا فرمائی:

"اللّٰهم اهدِ قَلبَه، وَثَبّت لِسانَه، فَوالّذِي فلق الحبّة مَا شَككت فِي القَضَاء بَينَ اثنَين۔ اے اللہ! اس کے دل کو روشن فرما دے اور زبان کو تاثیر عطا فرما، حضرت علی فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے حکم سے بیجوں سے درخت پیدا ہوتے ہیں، اس دعا کے بعد مجھے کسی فیصلے میں کوئی شک یا تردد نہیں ہوا، بغیر کسی شک وشبہ کے میں نے ہر مقدمے میں درست فیصلہ دیا۔" (ایضاً ص:137)

اِجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد ﷺ

دعائے محمدی کا اثر ہی تھا کہ اصحاب رسول میں حضرت علی کی علمی رفعتوں کے چرچے ہوتے تھے، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كُنّا نَتحدث أن أقضى أهل المدينة عَلِي۔ ہم لوگ آپس میں چرچا کرتے تھے کہ سارے مدینے میں حضرت علی سب سے زیادہ علم والے ہیں۔" (تاریخ الخلفا للسیوطی 137)

مرادرسول سیدنا عمر فاروق اعظم فرماتے تھے:

"عَلِيٌ أَقضَانَا۔ حضرت علی ہم سب میں سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں۔"

صحابی رسول حضرت سعید ابن مسیب فرماتے تھے:

"لم يَكُن أَحَد مِنَ الصّحَابَة يَقول: سَلُونِي إلّا عَلِي۔ حضور سید عالم ﷺ کے صحابہ میں سوائے حضرت علی کے کوئی نہیں تھا جو یہ کہہ سکتا ہو کہ جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔" (ایضاً، ص 137)

سیدنا ابوطفیل کی روایت ہے، سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"سَلُونِي عَن كِتَابِ اللّٰه، فَوَاللّٰه مَا مِنْ آيَةٍ إلاّ وَأَنَا أَعلَمُ أَبِلَيل نُزلَت أَم بِنَهَارٍ، أَم فِي سَهلٍ أَم فِي جَبَلٍ۔ مجھ سے قرآن کے بارے میں جو چاہو پوچھ لو، میں تمام قرآنی آیات کے بارے میں جانتا ہوں کہ کون سی آیت دن میں نازل ہوئی اور کون سی آیت رات میں، کون سی آیت عام جگہ نازل ہوئی اور کون سی آیت پہاڑ میں نازل ہوئی۔"

(تاریخ دمشق 398/42)

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کے بعد آپ کو خلیفہ منتخب کیا گیا، حالانکہ آپ انکاری تھے مگر اہل مدینہ کے مسلسل اصرار پر آپ کو منصب خلافت سنبھالنا پڑا، حضرت علی کی شجاعت و بہادری، زہد و تقوی، صبر و قناعت اور علم و فضل سے امید تھی کہ مسلمان عروج و ارتقا کی ایک نئی داستان لکھیں گے، جس طرح آپ کے پیش رو خلفائے ثلاثہ کو پرسکون اور سازگار حالات ملے تو انہیں نے اپنی انتظامی صلاحیتوں سے اسلامی مملکت کو خوب وسیع کیا مگر اب حالات بالکل بدل چکے تھے، مسلمانوں میں خانہ جنگی کا ماحول بنا ہوا تھا، خاندانی رقابت سر اٹھا رہی تھی، ایسے ماحول میں منصب خلافت کانٹوں بھرا تاج تھا، ملت اسلامیہ ایک خطرناک موڑ پر کھڑی تھی، حضرت علی کے کاندھوں پر بڑی ذمہ داری آن پڑی تھی، کاش حضرت علی کو سکون کے چند لمحات ملے ہوتے تو تاریخ کچھ اور ہی ہوتی ع

مگر مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ

ذوالحج 35ھ میں آپ خلیفہ مقرر ہوئے، منصب خلافت سنبھالتے ہی آزمائشوں کا دور شروع ہو گیا، پہلے جنگ جمل (36ھ) اس کے بعد جنگ صفین (37ھ) اور پھر جنگ نہروان (38ھ) نے آپ کو کسی طور چین سے بیٹھنے نہیں دیا۔ جنگ جمل اور جنگ صفین تو نہایت تکلیف دہ جنگیں تھیں جن میں دونوں طرف اجلہ صحابہ کرام موجود تھے، جو تلواریں کبھی کفر و شرک کے خلاف چمکتی تھیں آج وہی تلواریں ایک دوسرے کے خون میں ڈوبی ہوئی تھیں، ایک دوسرے کے سگے ماں جائے رشتے دار ایک دوسرے کے خلاف شمشیر بکف تھے۔ ان جنگوں نے مسلمانوں کی عسکری طاقت کو ہی کمزور نہیں کیا بلکہ اس رشتہ اخوت پر بھی ضرب لگائی جو رسول ہاشمی ﷺ نے باندھا تھا۔ ان جنگوں کے زخم سوکھنے نہ پائے تھے کہ مقام نہروان پر خوارج سے جنگ لڑنا پڑی۔ بڑے سے بڑا بہادر سپہ سالار بھی ان اعصاب شکن جنگوں سے ٹوٹ گیا ہوتا مگر قدرت نے شاید مولیٰ علی کو اسی موقع کے لیے ہی چُنا تھا، آپ نے نہایت صبر و تحمل کے ساتھ ناموافق حالات کا مقابلہ کیا، اپنے پیارے ساتھیوں کی تلواروں کا سامنا بھی کیا۔ مگر کمال ضبط کے ساتھ حالات کو سازگار بنانے میں جٹے رہے۔ اس زمانہ آزمائش میں وہ لمحہ انتہائی تکلیف دہ تھا جب حالات کی سختیوں سے تنگ آ کر آپ کو مدینہ چھوڑنے کا ارادہ کرنا پڑا۔ اس وقت سیدنا علی المرتضٰی کے دل پر کیا گزری ہوگی، وہی جانتے ہیں۔

جس ذات نے غزوہ تبوک کے سوا کبھی حضور ﷺ سے جدائی اختیار نہ فرمائی۔ آج اسے مدینے سے جانے پر مجبور ہونا پڑا، غم و اندوہ اور آزمائشوں کا یہ دور تقریباً چار سال نو ماہ چلا یہاں تک کہ صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا، 17 رمضان المبارک 40ھ کو اپنے شہزادے امام حسن سے فرمایا:

"رأيت الليلة رسول الله ﷺ فقلت: يا رسول الله، ما لقيت من أمتك من الأود واللدد، فقال لي: ادع

الله عليهم، فقلت: اللهم أبدلني بهم خيرا الي منهم وأبدلهم شرا لهم مني۔ رات میں نے خواب میں رسول پاک ﷺ کی زیارت اور آپ سے امت کی شکایت کی کہ آپ کی امت نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ سخت جھگڑا برپا کر دیا ہے۔ حضور نے جواب دیا کہ تم ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، لہٰذا میں نے دعا کی: اے اللہ! تو مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے اور ان لوگوں پر مجھ سے بدتر حاکم مسلط فرما دے۔"

(تاریخ الخلفا للسیوطی ص140: /141)

ابھی آپ خواب بیان فرما ہی رہے تھے کہ اذان کی آواز آئی، آپ نماز پڑھانے کے لیے گھر سے مسجد کی جانب نکلے، مسجد میں چھپے ہوئے ابن ملجم خارجی نے زہر بجھی تلوار سے آپ پر ایک کاری وار کیا۔ دنیا کے بہادروں کو دھول چٹانے والے شیر خدا زخمی ہو کر زمین پر گرے۔ اسی زخم سے لڑتے ہوئے 21 رمضان المبارک کو اہل دنیا کی بے وفائی سے تنگ آ کر اپنے پیارے آقا اور اپنے عزیز دوستوں کے ساتھ جا ملے۔ ؎

شیرِ شمشیر زن شاہِ خیبر شکن
پرتو دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

ص ۴۶ کا بقیہ.....

یتیموں کے حقوق کا خیال رکھتے اور دوسروں کو بھی ان کے حقوق کی جانب متوجہ فرماتے، دل شکنی و دل آزاری کو ناپسند فرماتے، آپ کی حیات طیبہ کا یہ پہلو بڑا اہم ہے کہ محتاجوں کی دل جوئی فرماتے اور یتیموں پر شفقت کریمانہ۔

یوں ہی غریب سنیوں کے مسائل کے حل کے لیے کوشاں رہتے، طبی تعاون بھی فرماتے جب کہ اعتقادی درستی کی تاکید کے ساتھ رزق حلال کے لیے جتن اور تگ و دو کی تعلیم فرماتے، آپ کا دستر خوان بھی سادہ اور بناوٹ سے عاری ہوتا جس میں مستحقین کو بھی ملحوظ رکھا جاتا، سادی غذا بھی غریب پروری کی جھلک ہے، قیام چھتیس گڑھ کے دوران تو بارہا ایسے واقعات مشاہدہ ہوئے کہ غریبوں اور ضرورت مندوں کے کھانے پینے کے اسباب مہیا کروائے اور انھیں احترام کے ساتھ دستر خوان پر بٹھایا، مہمان نوازی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، یہی وجہ ہے کہ عام و خاص کوئی بھی آپ کے عظیم اخلاق کا انکار نہیں کر سکتا۔

یہی شفقت غریب طلبہ پر بھی سوا ہوتی کہ ان کے سینے میں علم دین بس رہا ہوتا ہے، آپ طلبہ کی کفالت پر توجہ فرماتے، ان کی دل جوئی کا خیال رکھتے، ان کی ضروریات کو پورا کرتے، بلکہ بعض طلبہ کو رغبتِ علم دین دلاتے، کہ ان میں دین کے علم کے حصول کا جذبہ پیدا ہو جائے اور وہ طلبہ کچھ بن جائیں، اپنے اور اپنے اقربا کے ایمان و عقیدے کی فکر کریں، دنیا سے بے نیازی کا یہ عالم کہ شہروں کی رونق کو چھوڑ کر چھتیس گڑھ کے دیہی علاقوں میں اپنی خدمات کا تاج محل تعمیر کیا۔ غریب پروری بھی کرتے اور علم دین کی سوغات بھی تقسیم کرتے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی خدمات کے نقوش پر خار وادیوں میں بکھرے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کے احترام کی توفیق بخشے اور ہمیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی ہمت عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ◆◆◆

ص ۵۴ کا بقیہ.....

میں امن و امان کی بجائے انتشار پھیلے گا اور لوگوں میں نفرت اور عداوت پیدا ہوگی۔

انہوں نے عام مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ قرآن کریم کے متعلق اپنے قول و عمل سے عام لوگوں کو بتائیں کہ یہ کلام الٰہی ہے جو صرف اور صرف انسانیت کی رہنمائی کے لیے نازل کیا گیا ہے، اس میں دہشت گردی کی نہیں بلکہ امن عالم کی ضمانت دی گئی ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی شخص کو مذہب قبول کرنے پہ مجبور نہیں کیا جا سکتا، انہوں نے مسلم ممالک کے اربابِ حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اسلام مخالف طاقتوں کی ان گھناؤنی حرکتوں کے خلاف سخت نوٹس لیں، اقوام متحدہ پہ اس حساس اور نازک مسئلے پہ جلد ایکشن لینے کے لئے دباؤ بنایا جائے مسلم ممالک سویڈن سے سفارتی تعلقات منقطع کریں۔ ◆◆◆

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حیات مقدسہ کے چند روشن اوراق

از: حافظ افتخار احمد قادری*

تاریخ اسلام کی وہ عظیم القدر ہستیاں جن کے علم کے نور سے زمانہ آج بھی پر نور ہے وہ اپنے اعلیٰ اخلاق اور عمدہ اوصاف کی وجہ سے آج بھی اسی طرح زندہ وجاوید ہیں جیسے حیات ظاہری میں تھیں، ان میں سے ایک بلند رتبہ ذات ام المومنین زوجہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے، امت کی اس عظیم ماں کو اللہ رب العزت نے اس قدر کثیر فضائل سے نوازا ہے جس کا احاطہ وشمار ممکن نہیں ایک یہی فضیلت کیا کم ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے محبوب زوجہ مطہرہ ہیں مزید یہ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاک دامنی کی گواہی خود اللہ رب العزت نے دی اور اس کے لیے قرآنِ مجید کی 18/آیات نازل فرمائیں، آپ کو حضرتِ سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے سلام کہا، آپ کے بستر اقدس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی، آپ ہی کے حجرہ اقدس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا، یہیں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزار اقدس بنا اور قیامت تک یہ مزار مبارک فرشتوں کے جھرمٹ میں گھرا رہے گا۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اپنی نبوت و رسالت کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو بتوں کی پوجا پاٹ سے کنارہ کش ہونے اور اللہ رب العزت کی عبادت کرنے کی دعوت دی تو شرک و کفر میں پروان چڑھے لوگوں کی طبیعتوں پر یہ بات سخت ناگوار گزری اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ہوگیے، اس شر و فتنہ سے بھرپور دور میں کچھ حضرات ایسے بھی تھے جب ان تک حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کی خبر پہنچی تو وہ بغیر کسی حیل وحجت کے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاکر اسلام کے سایہ رحمت میں داخل ہوگئے ان میں سے ایک نمایاں نام امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرتِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے دولتِ اسلام سے بہرہ ور ہوتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبلیغ دین کا آغاز فرما دیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کی بدولت بہت سے افراد مشرف بہ اسلام ہوکر اجلہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فہرست میں شامل ہوئے۔

اعلان نبوت کے 10/ویں سال 10/رمضان المبارک کو جب حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر تقریباً 06/برس تھی ام المومنین حضرت سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوگیا، ان کے انتقال سے تین دن پہلے ابو طالب بھی وفات پا چکے تھے ابو طالب اور حضرت سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت رنجیدہ ومغموم رہنے لگے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلبِ اقدس میں حضرتِ سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جو قدر ومنزلت تھی، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اسے جانتے تھے، اس وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی افسردگی کی وجہ سے بھی بخوبی واقف تھے۔

ایک دن جلیل القدر صحابی حضرت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرتِ سیدتنا خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا خیال ہے کہ حضرت خدیجہ کے نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو تنہائی نے آلیا ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ میرے بچوں کی ماں اور گھر کی نگہبان تھی، حضرت سیدتنا خولہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ شادی کیوں

*مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

نہیں فرمالیتے؟ استفسار فرمایا: کس سے؟ عرض کیا: اگر چاہیں تو باکرہ سے اور اگر چاہیں تو سیبہ سے! فرمایا: باکرہ کون ہے؟ عرض کیا: اللہ رب العزت کی مخلوق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب شخص کی شہزادی عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ! پھر فرمایا: سیبہ کون ہے؟ عرض کیا: سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی پیروی کرتی ہیں، اس پر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جاؤ! دونوں کو میری طرف سے نکاح کا پیغام دے دو۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اجازت پاکر حضرتِ سیدتنا خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ حضرتِ سیدتنا ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: اے ام رومان! اللہ رب العزت نے تم لوگوں کو کیا خوب خیر و برکت عطا فرمائی ہے! حضرتِ ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: وہ کیا؟ کہا: مجھے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے نکاح کا پیغام دوں، حضرتِ ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنے کا انتظار کیجئے، جب حضرتِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو صورتحال معلوم ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا عائشہ کا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوسکتا ہے کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی کی بیٹی ہے؟ حضرتِ سیدتنا خولہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ سوال عرض کیا تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوبکر کے پاس لوٹ جاؤ اور اس سے کہو کہ میں تمہارا بھائی اور تم میرے بھائی اسلامی رشتے کے اعتبار سے ہو، لہٰذا تمہاری بیٹی کا نکاح مجھ سے ہوسکتا ہے۔

حضرت سیدتنا خولہ رضی اللہ عنہا نے حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتایا اور پھر انہوں نے حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کر دیا، اس طرح حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آکر امہات المومنین کی فہرست میں شامل ہوگئیں، حضرتِ سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے چند ہفتوں بعد شوال المکرم کے مہینے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تھا لیکن اس وقت رخصتی عمل میں نہیں آئی بلکہ رخصتی بعد میں ہوئی۔

(مسند احمد، حدیث السیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا، ج10/ص485/الحدیث 26517)

ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی اور آپ اپنے والدین کے گھر میں ہی تھیں کہ ہجرتِ مدینہ کا واقعہ پیش آیا اور مسلمان حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے، کچھ روز بعد حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرتِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لے آئے، مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہونے کے کچھ عرصہ بعد حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل خانہ کو مدینہ شریف لانے کے لئے حضرتِ زید بن حارثہ اور اپنے غلام حضرتِ ابورافع رضی اللہ عنہما کو 500/درہم اور دو اونٹ دے کر مکہ مکرمہ روانہ کیا حضرتِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی اہلیہ حضرتِ ام رومان رضی اللہ عنہا اور دو شہزادیوں حضرتِ عائشہ اور حضرتِ اسما رضی اللہ عنہن کو مدینہ شریف لانے کے لیے حضرتِ عبداللہ بن اریقط رضی اللہ عنہ کو دو یا تین اونٹ دے کر ان کے ہمراہ کر دیا۔

جب یہ حضرات حضورِ اقدس ﷺ اور حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ کو لے کر مدینہ شریف پہنچے ان دنوں حضور اکرم ﷺ مسجدِ نبوی اور اس کے گرد حجروں کی تعمیر فرما رہے تھے پھر آپ ﷺ نے اپنے گھر والوں کو انہیں حجرے میں ٹھہرایا، مدینہ منورہ آنے کے کچھ عرصہ بعد ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے والدین کے پاس رہیں پھر ہجرت کے سات ماہ بعد شوال المکرم میں رخصت ہوکر کاشانہ نبوی

میں داخل ہوئیں، جب آپ رضی اللہ عنہا کا شانہ نبوی میں آئیں تو اس وقت آپ کی عمر شریف 09 رسال تھی، آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کے کھلونے بھی تھے اور آپ ان کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں، حضورِ اقدس ص ﷺ بھی آپ رضی اللہ عنہا کی دل جوئی کا خاص اہتمام فرماتے تھے، ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''میری کچھ سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو وہ اندر چھپ جاتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں میرے پاس بھیج دیتے اور وہ پھر میرے ساتھ کھیلنے لگتیں۔'' (صحیح البخاری، ص1521 رالحدیث6130)

کاشانہ اقدس میں آنے کے بعد دن رات حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار شریف اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت سے فیضیاب ہونے کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمہ علم سے بھی خوب سیراب ہوئیں اور اس بحرِ محیط سے علم کے بیش بہا موتی چن کر آسمان علم ومعرفت کی ان بلندیوں کو پہنچ گیے، جہاں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ آپ رضی اللہ عنہا کے شاگردوں کی فہرست میں نظر آنے لگے، صحابہ کرام کو جب بھی کوئی گھمبیر اور ناحل مسئلہ آن پڑتا تو اس کے حل کے لیے آپ رضی اللہ عنہا کی طرف رجوع لاتے، حضرتِ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ہم اصحابِ رسول کو کسی بات میں اشکال ہوتا تو ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں سوال کرتے اور آپ سے ہی اس بات کا علم پاتے۔''

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان تمام معاملات کو بطورِ احسن انجام دینے کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت کی عبادت بھی بہت کرتی تھیں دن کو آپ اکثر روزہ دار ہوتیں اور رات کو معبودِ حقیقی کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہتیں آپ کے بھتیجے حضرت سیدنا امام قاسم بن محمد بن ابوبکر کا بیان ہے:

''ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلا ناغہ نمازِ تہجد پڑھنے کی پابند تھیں اور اکثر روزہ دار بھی رہا کرتی تھیں۔''

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرتِ سیدنا عبد الرحمٰن بن ابوبکر یومِ عرفہ کو ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اس دن حضرتِ عائشہ روزے سے تھیں اور گرمی کی شدت کی وجہ سے آپ پر پانی چھڑکا جا رہا تھا، حضرت سیدنا عبد الرحمٰن نے عرض کیا:

''روزہ افطار کر لیجیے، آپ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: میں اسے افطار کرلوں...؟ حالانکہ میں نے اپنے سرتاج حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال پہلے گناہوں کا کفارہ ہے۔''

(مسند احمد، ج10 / 227 رالحدیث25712)

ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دن رات حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شربتِ دیدار سے اپنی آنکھوں کو سیراب کرتے ہوئے کاشانہ اقدس میں آرام وسکون کے دن گزار رہی تھیں کہ وہ قیامت خیز سانحہ بپا ہونے کا وقت قریب آیا جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا، وصال شریف سے چند روز پیشتر جب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بستر علالت پر تشریف فرما ہوئے تو آپ کی کیفیت یہ تھی کہ بار بار دریافت فرماتے:

''کل میں کہاں ہوں گا؟ کل میں کہاں ہوں گا؟ اس سے امہاتُ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن جان گئیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہنا چاہتے ہیں لہٰذا سبھی نے متفقہ طور پر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! حضور جہاں رہنا پسند فرماتے ہیں رہیئے، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہنے لگے۔''

(صحیح البخاری، صفحہ نمبر1341 رالحدیث5217)

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ کریمانہ تھی کہ اس قدر عدل فرماتے تھے ورنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ واجب نہ تھا، یقیناً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمل مبارک

سے امت کو تعلیم حاصل کرتے ہوئے اپنے لیے راہ عمل متعین کرنی چاہیے مگر بدقسمتی سے آج کا مسلمان اس سے یکسر غافل ہے، تقریباً 08 روز تک حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں مقیم رہنے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دنیا سے پردہ ظاہری فرمایا، وصال شریف کے وقت ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے سینے پر سہارہ دیا ہوا تھا۔ (سیرتِ سید الانبیاء، حصہ دوم، باب سوم، صفحہ 597)

مختصر تعارف سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام ''عائشہ'' اور آپ کے والد ماجد کا نام حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ''زینب'' تھا لیکن یہ اپنی کنیت ''ام رومان'' سے زیادہ مشہور ہیں، حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت ''ام عبد اللہ'' ہے یہ کنیت اولاد کی نسبت سے نہیں بلکہ بھانجے حضرتِ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت سے ہے، حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے القاب بے شمار ہیں جن میں سے ایک ''صدیقہ'' بھی ہے کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت کی گواہی قرآن مجید نے دی ہے اور ایک لقب ''حمیرا'' ہے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت سے مقامات پر آپ کو اسی لقب سے یاد فرمایا ہے۔

حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دو ہزار دو سو دس 2210 احادیث مروی ہیں جن میں سے 174 متفق علیہ یعنی بخاری و مسلم دونوں میں 54 احادیث صرف بخاری شریف میں اور 68 احادیث صرف مسلم شریف میں ہیں۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم در ذکر ازواجِ مطہرات، صفحہ 473)

حضرتِ عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ ارشاد فرماتے ہیں:

''مرد و عورت میں سوائے حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی نے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے برابر احادیث روایت نہیں کیں۔''

دنیائے اسلام کو اپنے علم و عرفان کے انوار سے جگمگاتے ہوئے باختلاف اقوال 17 رمضان المبارک منگل کی رات 58 ہجری کو حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس فانی دنیا سے کوچ فرمایا، عظیم محدث جلیل القدر صحابی رسول حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور حسب وصیت رات کے وقت جنت البقیع میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سپردِ خاک کیا گیا بوقت وفات حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر شریف 67 سال تھی۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، عائشہ ام المومنین، جلد 04 صفحہ 392)

◆◆◆

ص ۴۹ کا بقیہ.....

گے، تو ان کی (مارے تکلیف کے) ایک چیخ نکل جائے گی، ایسی چیخ کہ اگر سب مخلوق زندہ ہوتی تو اسے سن کر سب کی سب مر جاتی اور کہیں گے اگر میں (علم شہودی سے) جانتا کہ روح نکالنے میں اس جیسی سختی و تلخی ہوتی ہے تو میں ضرور ارواح مومنین قبض کرنے میں اور زیادہ شفقت سے کام لیتا، پھر جب وہ بھی مر جائیں گے اور اس وقت خلق خدا میں کوئی بھی (مرنے سے) باقی نہیں رہ جائے گا۔

اب اللہ عزوجل دنیائے دنی کے لئے فرمائے گا: این الملوک کہاں ہیں بادشاہ و شہنشاہ؟ و این ابناء الملوک اور کہاں ہیں شاہ زادے؟ این الجبابرہ کہاں ہیں مغرور قاہر جابر حکام؟ اور کہاں ہیں ان کے بیٹے یا پیروکار؟ اور کہاں ہیں وہ جو کھاتے تھے میرا دیا اور پوجتے تھے میرے غیر کو؟ پھر فرمائے گا: لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ آج کس کی بادشاہت ہے تو (کون ہے جو جواب دے) جب کوئی جواب نہیں دے گا تو خود ہی فرمائے گا: للہ الواحد القہار۔ اللہ واحد قہار ہی کی (بادشاہت) ہے۔

.....جاری

ص ۵۳ کا بقیہ.....

طیبہ کے ہوتے خلد بریں کیا کروں حسن
مجھ کو یہی پسند ہے مجھ کو یہی عزیز

از: غلام مصطفےٰ رضوی*

اللہ دیکھ رہا ہے

بچپنے میں اعلیٰ حضرت کی خشیت الٰہی کا دل کش نظارہ

گرمی کے ایام ہیں، سورج غروب ہو چکا ہے، شام کی تیرگی چھا گئی ہے، افق پر نگاہیں جمی ہوئی ہیں، اچانک فضا میں ارتعاش پیدا ہوا، پوری فضا پاکیزہ ہو اُٹھی، ایک صدا اُبھری، رمضان کا چاند نظر آ گیا! مسرتوں کے دیپ جل اُٹھے، مسجدوں میں نئی رونق، سحر و افطار کے پر کیف نظارے، عالم ہی بدل گیا، چمن میں بہار آ گئی، روحانی بہار، ایمانی بہار، اللہ اللہ! کردار چمکنے لگے، جذبات مچلنے لگے، چھوٹے بڑے سبھی خوشی و مسرت سے جھومنے لگے۔

موسم گرما میں ویسے بھی دن بڑے ہو جاتے ہیں اور راتیں چھوٹی، سخت گرمی ہے، تمازت کا عجب عالم، شمالی ہند کا علاقہ روہیل کھنڈ کے شہر بریلی میں گرمی کی شدت کچھ زیادہ ہی ہوتی ہے، ایسے میں بریلی کے ایک معزز گھرانے میں ایک کم سن بچہ بھی روزے سے ہے، گرمی کی شدت سے بڑوں کا بھی حال عجب ہے، آفتاب نصف النہار پر پورے آب و تاب سے روشن ہے، شدتِ گرمی سے ہر شے متاثر ہے۔

ایسے وقت میں اس روزہ دار بچہ کے والد؛ بچے کو ایک محفوظ کمرے میں لے جاتے ہیں، جہاں کوئی نہیں دیکھ رہا ہے، والد صاحب اندر سے دروازہ بند کر لیتے ہیں، والد صاحب کے ہاتھ میں ''فیرنی'' کا ایک پیالہ ہے اور! بچے سے کہتے ہیں:

''اسے کھالو''

بچہ ادب سے کہتا ہے:

''میرا تو روزہ ہے، کیسے کھاؤں؟''

والد صاحب کہتے ہیں:

''بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے، لو کھالو! مَیں نے کواڑ بند کر دیئے ہیں، کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے۔''

بچہ کہتا ہے:

''جس کے حکم سے روزہ رکھا وہ تو دیکھ رہا ہے۔''

یہ سنتے ہی والد گرامی کی آنکھوں سے مسرت کے آنسو بہہ نکلے، بات ایمان افروز تھی، یہ بچہ بڑا عظیم تھا، والد صاحب نے امتحان کے طور پر ایسا کیا تھا اور! بچہ والد صاحب کے معیار پر پورا اُترا، اہلِ خاندان اس طرح کے واقعات کا پہلے بھی مشاہدہ کر چکے تھے، اس سے بچے کی ثابت قدمی دیکھنی تھی، اللہ کی ذات پاک پر یقین کامل دیکھنا تھا۔

یہ بچہ کون تھا؟ جس کے ایمان کی تازگی کا یہ عالم! جس کا دل اللہ کی یاد سے روشن، اس بچے نے بڑے ہو کر اسلام کی عظیم خدمت کی، مسلمانوں کو انگریزوں کی سازشوں سے باخبر کیا، ایمان کے لٹیروں سے گلشن اسلام کی نگہبانی کی، شرک کے طوفان سے ایمان و عقیدے کی حفاظت کی، وہ مسلمانوں کا ہم درد اور خیر خواہ تھا، وہ عاشقِ رسول تھا، محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی پہچان تھی، وہ علم و دانش کا سمندر تھا، اُس کی دینی بصیرت اپنے زمانے سے آگے دیکھتی تھی، اُس نے اسلام کی سرحد و سیما پر محبت رسول کی پختہ فصیل کھڑی کی، اُس نے بدعات کے خلاف سیکڑوں کتابیں لکھیں۔

اُس نے قرآن کریم کا ایمان افروز ترجمہ (بنام کنز الایمان) کیا، اُس نے علم حدیث میں بہت سی کتابیں لکھیں، اُس نے علمِ تفسیر میں کام کیا، جانتے ہو وہ بچہ کون تھا؟ جس نے آگے چل کر عظیم کارنامے انجام دیئے اور ملتِ اسلامیہ کا سر فخر سے بُلند کیا۔

وہ بچہ ''احمد رضا خان'' تھا، جسے دُنیا ''مفکر اسلام امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی'' کے نام سے جانتی ہے "اعلیٰ حضرت" کے لقب سے شہرت ہے، علمائے بقیہ ص ۲۸ پر

*مضمون نگار نوری مشن مالے گاؤں مہاراشٹرا کے رکن ہیں۔

از: مولانا محمد اشرف رضا قادری*

امین شریعت اور احترام رمضان المبارک

اسلاف و اخلاف

ہر سال تربیت مومن کا مبارک موسم ''رمضان المبارک'' آتا ہے، دل کی کلیاں کھلاتا ہے، بزم ایمان کو مہکا جاتا ہے، توشۂ عمل میں عظیم اضافہ کرتا ہے اور اعمال صالحہ پر استقامت کا پیغام دے کر رخصت ہوتا ہے، الحمدللہ! امسال بھی ماہ رمضان کی بہاریں جاری ہیں، عرفان کے ہدیے تقسیم ہو رہے ہیں، نعمتوں کا ہر آن نزول ہو رہا ہے۔

حضور امین شریعت علامہ مفتی محمد سبطین رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم عالم تھے، باعمل صوفی تھے، آپ نے بے مثال اور بڑی سادہ زندگی بسر کی، اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی کو مطمح نظر بنایا، یہی وجہ ہے کہ کبھی حبِ مال اور دنیوی مفاد کو ترجیح نہیں دی، بلکہ شریعت کے مطابق زندگی گزار دی، اسی کا درس دیا، اسی کو مقدم رکھا، خلاف شرع کام جب اور جہاں دیکھا تو بروقت تنبیہ کی، شریعت پر عمل خود بھی کیا اور دوسروں کو بھی عمل کی تاکید کی، مداہنت/مصلحت کو شریعت کے معاملے میں راہ دینے سے مکمّل گریز کیا، یک رنگی اختیار کی، محتاط موقف اختیار کیا جس میں نہ لچک پیدا ہوئی نہ بے اعتدالی۔

ماہ رمضان المبارک کا احترام

رمضان المبارک میں رزق کشادہ کر دیا جاتا ہے، برکتوں کی ساعتیں طویل ہو جاتی ہیں، رحمتوں کا ہر آن نزول ہوتا ہے، اس ماہ مبارک میں حضور امین شریعت بڑا اہتمام فرماتے، اکرام و احترام کرتے، زیادہ سے زیادہ تلاوتِ قرآن مجید فرماتے، بڑی دل جوئی کرتے، غریبوں کے حقوق کا خیال رکھتے، ان کی خوشی کو اپنی خوشی تصور کرتے، ویسے آپ کے عمومی معمولات بھی درس عمل سے پر تھے اور زندگی کی ایک ایک ساعت لائق درس اور باعث تقلید و نمونۂ عمل تھی، رمضان المبارک کے لیے پہلے سے ہی مستعد ہو جاتے، اس کے اہتمام کو سعادت جانتے، اپنے معمول کے مطابق عبادتوں کا سلسلہ جاری رکھتے ساتھ ہی رمضان المبارک کے مخصوص معمولات بڑھ جاتے، دیکھا یہ جاتا کہ شرعی رہنمائی کے ساتھ ساتھ لوگوں کو، ملنے جلنے والوں اور مریدوں کو تنبیہاً رمضان المبارک میں روزے کی پابندی کی تلقین فرماتے، فرائض و واجبات کی ادائیگی کی رغبت دلاتے، سنتوں کی راہ پر گامزن رہنے کی نصیحت فرماتے، جنھیں لاپروائی میں مبتلا پاتے انھیں احترامِ رمضان کی تاکید فرماتے، نعمتوں کی قدردانی کا درس دیتے۔

تلفظ کی درستی

حضور امین شریعت کی عادت تھی کہ قرآن مجید کے صحیح و درست تلفظ پر بہت توجہ اور دھیان دیتے، اسی لیے عموماً آپ کی موجودگی میں تجوید و تلفظ کی رعایت کرنے والے حضرات ہی قراءت فرماتے، یہی وجہ ہے کہ آپ ماہ رمضان میں بھی تراویح میں اس بات کا بہت لحاظ رکھتے اور تعیین امامت و تراویح کے لیے خوش الحانی پر درست ادائیگی والے امام کو فوقیت دیتے کہ کلام اللہ کے احترام کا یہ تقاضا ہے کہ مکمل احتیاط کے ساتھ صحیح صحیح پڑھا جائے، آپ طلبہ کو علم تجوید سیکھنے کی نصیحت فرماتے اور اس کی مشق پر بھی توجہ دلاتے، بلکہ اس رخ سے عملی پیش رفت بھی کی۔

غریب پروری

آپ کی سخاوت کریمانہ؛ اسلاف کی سخاوت کی آئینہ دار تھی، لیکن رمضان المبارک میں اس میں اضافہ ہو جاتا، سائل کی مراد پوری فرما دیتے، مسکینوں پر شفقت فرماتے، بقیہ ص ۴۰ پر

*مضمون نگار دوماہی امین شریعت بریلی شریف کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

تصنیف: امام فقیہ ابواللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

پندرہویں قسط

گزشتہ سے پیوستہ

اعتذار

مارچ ۲۰۲۳ء میں ''فکر آخرت'' کی چودھویں قسط شائع ہوئی ہے، غلطی سے ''گیارہویں قسط'' ہوگئی ہے، قارئین کرام اپنی اپنی کاپیوں میں ''چودھویں قسط'' بنالیں۔

فاروقی

حدیث شریف:

(حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالی) اپنے شیخ خلیل ابن احمد سے سن کر باسناد تام، بطریق قاسم ابن محمد، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (وعنہم) سے راوی ہیں فرماتی ہیں میں نے (حضور سے) عرض کیا یا رسول اللہ! کیا روز قیامت حبیب اپنے حبیب کو (پیارا اپنے پیارے کو) یاد کرے گا؟ حضور نے فرمایا:

''اما عند ثلاث مواضع فلا... الحدیث۔ (ترجمہ)

تین مقام (ایسے سخت ہیں کہ ان) میں تو کوئی کسی کو یاد نہیں کر سکے گا: (نفسی نفسی کا عالم ہوگا)

(پہلا) میزان کے پاس! یہاں تک کہ جان لے کہ تول ہلکی ہے یا بھاری؟

(دوسرا) تطایر صحف کے موقعہ پر! (یعنی اعمال ناموں کے اُڑ اُڑ کے ہاتھوں میں پہونچنے کے وقت) آیا داہنے ہاتھ میں ملے گا یا بائیں میں؟

(تیسرا) اس موقعہ پر کہ جب دوزخ سے ایک گردن برآمد ہوگی اور اہل محشر پر کنڈلی مار کے بولے گی کہ میں آج **تین (قسم کے)** لوگوں پر مؤکل ہوں: **(۱)** اس پر جو اللہ کے ساتھ کسی اور کی پرستش کرتا تھا یعنی مشرک تھا۔ **(۲)** اور ہر جابر ظالم پر۔ **(۳)** اور ہر اُس پر جسے روز حساب پر ایمان ویقین نہیں تھا۔ پھر وہ تینوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی یہاں تک کہ ان سب کو (منھ سے پکڑ پکڑ کے) جہنم کے ویرانوں (یا گڑھوں) میں پھینکتی جائے گی۔

اور (حضور نے مزید فرمایا کہ) جہنم کا ایک پل ہے (جو اس کے اوپر رکھا گیا ہے) وہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے، اس پر کلالیب اور حسک ہیں (یعنی پل کے کناروں پر چُبھنے والے نوکیلے کنڈے اور سیہی کے سے کانٹے) لوگ اس پر گذریں گے (بعض لوگ اسے) برق خاطف (بجلی کے کوندے) کی طرح عبور کرلیں گے اور بعض آندھی کے جھونکے کی طرح۔ تو کوئی اسے عبور کرلے گا صحیح سلامت رہ کر اور کوئی زخمی ہوکر، خراشیں کھا کر، چُٹیال ہوکر اور کوئی (عبور نہیں کر سکے گا بلکہ) اوندھے منہ دوزخ میں جا گرے گا۔''

[روایت صدیقہ پوری ہوئی]

دونوں نفخوں کے درمیان وقفہ کتنا؟

حدیث شریف: مصنف علیہ الرحمہ اپنے شیخ محمد ابن فضل سے سن کر، باسناد تام بطریق امام اعمش حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مابین النفخین اربعون سنة..... الحدیث۔

(ترجمہ) دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہوگا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے مَردوں کی منی کے مشابہ ایک پانی نازل فرمائے گا۔ تو (اس سے) لوگ ایسے اگیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے (اور ایک دوسری روایت میں نفخوں کی تعداد تین بتائی گئی ہے، چنانچہ مصنف علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں

ترغیبات

* مترجم جامعۃ الرضا بریلی شریف کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث ہیں۔

کہ:)

صور اور نفخۂ صور کا بیان

حدیث شریف:...اور ایک ثقہ بزرگ نے اپنی چند مختلف اسنادوں کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے مجھے خبر دی کہ حضور پرنور رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لما فرغ اللہ تعالی من خلق السماوات والارض .....الحدیث۔ (ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرما چکا تب صور خلق فرمایا اور وہ اسرافیل کو دیا حضرت اسرافیل علیہ السلام اسے اپنے منھ سے لگائے ہوئے (حکم کے) انتظار میں عرش اعظم کی طرف ٹکٹکی لگائے (مستعد کھڑے) ہیں کہ کب (نفخ صور کا) حکم ہو (اور میں پھونکوں)

...(ابوہریرہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ صور کیا چیز ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا: ایک نورانی قرن ہے (گویا سینگ نما ایک بڑا بھونپو ہے) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ اسکی کیفیت کیا ہے (یعنی کیسا بنا ہوا ہے)؟ حضور نے ارشاد فرمایا: وہ عظیم الدارۃ ہے یعنی بہت بڑے حلقہ والا ہے قسم اس ذات پاک کی جس نے مجھے برحق نبی مبعوث فرمایا صور کے حلقہ کی عظمت زمین وآسمان کے عرض جیسی ہے (اور فرمایا) صور، تین بار پھونکا جائے گا۔

نفخے دو ہیں یا تین اور کونسا نفخہ کس کام کیلئے؟

دیگر روایت: اور بعض روایتوں میں مذکور ہے کہ نفخے صرف دو ہیں پہلا نفخہ، ہلاک وفنا کے لئے اور دوسرا نفخہ، بعث (یعنی دوبارہ زندہ کر کے اٹھانے) کے لئے اور حضرت کعب (احبار) کی روایت میں بھی دو ہی نفخوں کا ذکر آیا ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آئی ہوئی روایت میں تین نفخوں کا جو ذکر ہے، ایک نفخہ ان میں ''نفخۂ فزع اکبر'' ہے (عظیم گھبراہٹ میں ڈالنے والا) ایک ''نفخۂ صعق'' ہے (مدہوش اور ہلاک کرنے والا) اور تیسرا ''نفخۂ بعث'' ہے (دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جانے کے لئے)

جب اللہ تعالیٰ اسرافیل (علیہ السلام) کو نفخۂ اول کا حکم دے گا تو وہ اس میں پھونکیں گے لہٰذا (اس کے اثر سے جملہ اہل آسمان وزمین باستثنائے بعض) عظیم گھبراہٹ میں مبتلا ہو جائیں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ...الآیۃ۔ (ترجمہ) اور جس دن صور میں پھونک ماری جائے گی تو گھبرا اُٹھیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں ہیں سوا ان کے جنہیں اللہ (اس گھبراہٹ سے) بچانا چاہے۔'' [سورۂ نمل-۸۷]

اور زمین میں عظیم زلزلہ آئے گا، ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے (بچے) کو بالکل بھول جائے گی اور ہر حاملہ اپنا حمل، ہر گابھن اپنا گابھ ڈال دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا کہ نشے میں مدہوش پڑے ہیں حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے بلکہ (بات یہ ہے کہ وہ اللہ کا عذاب ہوگا اور) اللہ کا عذاب، سخت چیز ہے اور بچوں پر (مارے دہشت ایک دم) بڑھاپا آجائے گا (ان کے بال سفید ہو جائیں گے) اور سب شیطان گھبرائے ہوئے (ادھر سے اُدھر) بھاگتے اڑتے پھریں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ① يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ②۔ (ترجمہ) اے لوگو ڈرو اپنے پروردگار سے (یعنی اس کے عذاب کا خوف کرو اور اس کی طاعت میں لگو) بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے جس دن تم اسے دیکھو گے (تمہیں دکھے گا کہ) ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے (ننھے بچے) کو بھول جائے گی اور ہر گابھن اپنا گابھ ڈال دے گی اور تجھے لوگ دکھیں گے جیسے نشہ میں مدہوش ہوں حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے بلکہ (بات یہ ہے کہ وہ

اللہ کا عذاب ہے اور) اللہ کا عذاب بہت کڑا ہے۔''

[شروع سورۂ حج]

...تو وہ (سب کے سب باستثنائے بعض اسی حالت میں مدت دراز تک) جب تک اللہ چاہے گا پڑے رہیں گے پھر اللہ تعالیٰ (دوبارہ نفخ صور کا) اسرافیل علیہ السلام کو حکم فرمائے گا وہ اس میں پھونکیں گے، وہ نفخہ، نفخۂ صعق ہوگا۔(۱)

تو (اس کے اثر سے بعض کو چھوڑ کر کہ جن کو اللہ چاہے گا) سب اہل آسمان اور سب اہل زمین بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے، (مصنف علیہ الرحمہ نے ایضاحاً کہا) یعنی سب، زمین و آسمان والے مرجائیں گے ہاں وہ نہیں مریں گے جن کا مرنا اللہ (ابھی) نہیں چاہے گا اور یہی معنی ہے اللہ کے اس ارشاد کا کہ فرمایا:

''وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ۔ (ترجمہ) اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ چاہے۔'' [الزمر ۶۸ / کنزالایمان]

فزع اکبر سے کون کون مستثنیٰ؟

...اور (معلوم ہو کہ) اس مستثنیٰ سے، ارواح شہداء مراد ہیں اور بعض مفسرین کے مطابق جبرائیل و میکائیل و اسرافیل اور ملک الموت مراد ہیں، صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (واللہ تعالیٰ اعلم)

حدیث کا بقیہ:

...(حضور نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آگے فرمایا) پھر (جب سب فنا ہو جائیں گے تب) اللہ عزوجل ملک الموت سے پوچھے گا، حالانکہ خود خوب جانتا ہے ''مَن بقی مِن خَلقی؟'' میری مخلوق میں کون کون (مرنے سے) باقی رہ گئے ہیں؟ وہ عرض کریں گی: اے میرے رب تو حی ہے تجھے موت نہیں، باقی بچے ہیں جبرائیل میکائیل و اسرافیل اور حاملان عرش اور خود میں بچا ہوں، اب اللہ تعالیٰ ملک الموت کو ان فرشتوں کی بھی روحیں قبض کرنے کا حکم دے گا۔'' (مصنف نے کہا) بالکل اسی طرح مذکور ہے روایت کلبی اور روایت مقاتل میں بھی اور محمد ابن کعب کی روایت میں (جو کہ ایک آدمی کے توسط سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آئی ہے) یہ ہے کہ:

''ان اللہ سبحانہ تعالیٰ یقول لیمت جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و لیمت حملۃ العرش۔ (ترجمہ) بے شک اللہ پاک و برتر فرمائے گا: چاہیے کہ مرجائے جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور چاہیے کہ حاملان عرش بھی مرجائیں۔(۱)

...پھر اللہ عزوجل پوچھے گا: اے موت کے فرشتے! میری خلق میں (مرنے سے) کون بچا ہوا ہے؟ تو وہ عرض کریں گے: انت الحی الذی لایموت۔ تو حی ہے ایسا کہ تجھے کبھی موت نہیں صرف تیرا یہ ناتواں بندہ (ملک الموت) باقی ہے، اللہ (ملک الموت سے) فرمائے گا: اے ملک الموت! کیا تو نے میرا ارشاد (کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ) نہیں سنا ہے؟ جب کہ تو بھی میری خلق میں سے ایک (جاندار) مخلوق ہے، میں نے ہی پیدا کیا ہے تجھے جب چاہا، فَمُتْ۔ تو تو بھی مرجا تو وہ بھی (بامر الٰہی) مرجائیں گے۔

اور ایک دیگر خبر میں یوں آیا ہے:

''انہ یامرہ بان یقبض روحہ نفسہ.....الخ۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ ملک الموت کو حکم دے کہ وہ (اب سب کے آخر میں) خود اپنی روح قبض کرے تو وہ جنت، دوزخ کے درمیان ایک مقام پر آئیں گے اور خود سے اپنی روح کھینچیں

[۱] یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ جب حضرت ابوہریرہ کی روایت کے مطابق نفخے تین ہیں تو اس مقام تفصیل میں صاحب تنبیہ الغافلین نے تین میں سے صرف دو کے ذکر پر اکتفا کیوں کیا؟ ''نفخۂ بعث'' کو کس وجہ سے نظر انداز فرمایا؟ تو جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ نفخۂ بعث دونوں نظریوں میں چونکہ بالاتفاق آخری نفخہ ہے، کعب احبار وغیرہ کی روایت کے لحاظ سے یہ دوسرا ہے اور روایت ابی ہریرہ میں تیسرا، اور آخری نفخے کا ذکر اوپر بصراحت گزر چکا ہے، اس لئے حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے اس کا مکرر ذکر مناسب نہیں سمجھا ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور اس آخری نفخے کا (یعنی نفخہ بعث کا) صریح ذکر خود اسی آیت زُمر میں متصلاً مسطور ہے فرمایا: ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ۔ (ترجمہ) پھر وہ بار دیگر پھونکا جائے گا تبھی وہ (سب لوگ زندہ ہو کر) کھڑے ہو جائیں گے (اپنے سر کی آنکھوں سے) یہ (اٹھنے کا منظر) دیکھتے ہوئے، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

[۱] یعنی اس خبر کے مطابق ان ملائکہ مقربین کی روح عزرائیل علیہ السلام قبض نہیں کریں گے بلکہ امر الٰہی سے ان پر موت طاری ہوگی، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔ بقیہ ص ۴۴ر پر

صدیق اکبر کی افضلیت اور انسانی فکریں ارشادات اعلیٰ حضرت کی روشنی میں

از: مفتی جمیل احمد قادری*

اسلاف و اخلاف

میں ایک کتاب دیکھ رہا تھا "مطلع القمرین" یہ امام اہل سنت، حضور اعلیٰ حضرت کی تصنیف ہے، آیات واحادیث اور عقلی دلائل کی موجوں سے گزرتے ہوئے جب انسانی فکروں کے جزیرے پر پہنچا، تو میں دم لینے کو رک گیا، سوچا اپنے ناظرین کو بھی اس کے دلکش مناظر کی سیر کرادوں، کہ امام کیسے۔ ع

جس سمت آگئے ہو، سکے بٹھا دیئے ہیں

امام نے سچ میں دریا بہا دیئے ہیں، دربے بہا دیئے ہیں، صدیق اکبر کی افضلیت کی بحث تھی، امام اہلسنت دلائل و براہین کے دریا بہا رہے تھے، اسی ضمن میں انسانی طبیعت اور فکری معیار کا ذکر آ گیا تو فرمایا:

"یہ حکم باختلاف مقاصد، مختلف ہو جاتا ہے، کفار کا غایت مرام ونہایت مراد، غنا وزینت حیات دنیا ہے۔"

یعنی جیسی سوچ، ویسا مقصد! کافروں کے لیے دنیا ہی سب کچھ ہے، لہٰذا مال و دولت، دنیوی ساز وسامان اور آرائش و زیبائش ہی ان کا معیار ہے، جسے مال ومنال میں زیادہ دیکھا، اسے بڑا سمجھا اور جس کے پاس دنیوی اسباب کم نظر آئے، وہ کفار کی نظروں میں کمتر وحقیر ہو گیا اور کمال تو یہ ہے کہ آج بیشتر مسلمانوں کا زاویہ نظر بھی ایسا ہی ہے، وہ بھی دنیا اور اسباب دنیا کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں، کفار کی الٹی سوچ کو مجدد اسلام نے آیت قرآنی سے ثابت کیا، کہ دیکھو فرعون نے سیدنا کلیم کو کیا کہا اور کیا سمجھا:

"اور پکارا فرعون اپنی قوم میں، بولا اے قوم میری! کیا نہیں ہے میرے لیے بادشاہی مصر کی اور یہ نہریں بہتی میرے نیچے، سو کیا تمہیں سوجھتا نہیں یا میں بہتر ہوں اس سے، یعنی موسیٰ سے، وہ ذلیل ہے اور قادر نہیں بات صاف کرنے پر۔"

(سورۃ الزخرف، آیت 52-51 ترجمہ کنزالایمان)

ایک ذلیل کافر، ایک مقدس پیغمبر کو صرف اس لئے ذلیل اور کمتر کہہ رہا ہے، کیونکہ اس کے پاس سلطنت ہے، سامان عیش وعشرت ہے، صاف زبان ہے جبکہ اس کے بالمقابل اللہ کا پیارا رسول، اسباب دنیا سے عاری اور زبان میں لکنت والا ہے، اس کافر کی نظروں میں اخلاقی حسنات، اخروی محاسن، باطنی کمالات، کچھ معنی نہیں رکھتے، ظاہری اسباب ہی اس کے نزدیک سب کچھ ہیں، کفار مکہ کے نظریات کو قرآن نے یوں بیان فرمایا:

"اور بولے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی عظمت والے مرد پر، دونوں بستیوں مکہ مدینہ میں سے۔"

(سورۃ الزخرف آیت نمبر 31 ترجمہ کنزالایمان)

یعنی معاذ اللہ! رسول گرامی وقار، اہل مکہ کی نظروں میں عظمت والے نہ تھے، کیونکہ عظمت کا معیار ان کفار کے یہاں دولت وثروت تھا، وہ جن کے قدموں کا بوسہ عرش الٰہی، ملائکہ اور سید الملائکہ جن کی خدمت گاری پر نازاں ہوں، جن کے تلوؤں کا دھون آب حیات ہو، اور اگر انھیں قدموں سے ٹھوکر لگا دیں تو احد پہاڑ کا زلزلہ تھم جائے، شجر وحجر جنھیں سلامی دیں، قیصر وکسریٰ کے تاج جن کی جوتیوں کے سامنے شرمائیں، وہ کافروں کی نظر میں عظمت والے نہیں اور لطف کی بات تو یہ کہ عظمت کا معیار دو چیزوں کو ٹھہرایا: ۱— دولت وثروت، ۲— اور مکہ یا مدینہ کا باشندہ ہونا! مگر پہلی چیز کے نہ ہونے کی وجہ سے دوسری حیثیت بھی بے معنی ہو گئی۔

رسول پاک مکی تھے، کیونکہ مکہ ان کا وطن تھا، حضور مدنی تھے، کیونکہ مدینہ تشریف لا کر مستقل قیام فرما لیا تھا، مگر ان مال ودولت کے پجاریوں کی نظروں میں کوئی عظمت والا، تب قرار پائے گا، جب وہ مکی یا مدنی ہونے کے ساتھ ساتھ دولت وثروت

* مضمون نگار جامع رضا پٹنہ کے بانی وسرپرست ہیں۔

والا بھی ہو، لے دے کر بات وہی کہ کفار کی نظروں میں مال و اسباب ہی عزت وعظمت کا سبب ہیں، انسانی فکر میں جب کفر یا جہالت کا غلبہ ہو تو یہ حال ہوتا ہے، مگر جب تکبر غالب آجائے تو، اب زاویہ نگاہ کا قبلہ کوئی اور قرار پاتا ہے، امام فرماتے ہیں:

"اہل تکبر نجابت اصل وشرافت نسب ونسل پر نازاں ہوتے ہیں اور اسی کو، اگرچہ خلاف واقع ہو، اپنے زعم کے مطابق مدار خیریت ومناط مفاخرت سمجھتے ہیں۔"

ایسے لوگوں کو سمجھنا ہو تو مسلمانوں اور ہندوؤں میں بڑی برادری کو دیکھ کر سمجھا جا سکتا ہے، بعض جگہ مسجد کے امام کو اس لیے اہمیت نہیں دی جاتی کہ وہ انصاری برادری کے ہوتے ہیں، کیونکہ مسلم اقوام میں انصاری کو چھوٹی برادری سے شمار کیا جاتا ہے، میں نے تو ایک خان صاحب کو یہاں تک کہتے ہوئے سنا کہ:

"میں کسی جولاہے پیر سے مرید نہیں ہوں گا، کوئی دوسرا پیر بتاؤ جو بڑی برادری کے ہوں۔"

ایسے افراد کے یہاں ظاہر ہے کہ بڑا اور عظمت والا وہی قرار پائے گا، جو بڑی برادری سے تعلق رکھتا ہو، عشق کا مزاج بھی سب سے مختلف ہوتا ہے، بندہ جب عشق کا شکار ہوتا ہے، تو اس کا بھی فکری زاویہ بدل جاتا ہے، امام فرماتے ہیں:

"عشاق صورت کے دل سے تناسب اعضا وحسن دلربا و صفائے چہرہ ونزاکت بشرہ وصباحت خدورشاقت قد کی لو لگی ہے، وہ اپنے محاورات میں اسی کو افضل کہتے ہیں، جو سب سے زیادہ حسین وصاحب ادائے شیریں وحسن نمکین ہو۔"

یعنی عشق پیشہ دل کو محبوب کے اندر چاہیے، اعضا کا تناسب! یعنی جسمانی اعضا متناسب ہوں، محبوب اتنا حسین ہو کہ دیکھتے ہی دل قربان ہونے لگے، چہرہ گورا اور روشن ہو، جلد نازک اور چکنی ہو، رخسار نمکین ہو، قد خوبصورت ہو اور جو، ان اوصاف میں فائق ہو، اسے ہی افضل کہتے ہیں، امام اہل سنت نے انسانی مزاج وفکر کی چند صورتوں کو بیان فرما کر ایک مومن کی شان و پہچان بیان فرمائی کہ:

"ہم معشر اسلام کا مقصد اعلیٰ ومرام اسنی حضرت الٰہی تبارک و تعالیٰ سے تقرب وحصول عرفان وبلوغ رضوان وعزوجاہ و کرامت عنداللہ! کما قال ربنا عزمن قائل: ان الی ربك لمنتهى۔ بے شک تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے۔" (سورۂ ص، آیت ۷۴ ترجمہ کنزالایمان)

سبحان اللہ! کیا کہنے، اے کاش اتر جائے ترے دل میں مری بات، کاش مسلمان یہ نکتہ سمجھ لیں اور اپنا اصل قبلہ متعین کر لیں، امام فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کا مقصد اعلیٰ ہونا چاہیے، رب تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب، رب کی ذات وصفات اور شان وعظمت کی پہچان! آج مومن اپنے رب کو پہچانتا تو اس کے دشمنوں کے دامن میں پناہ نہ لیتا، غیر مسلموں کے ساتھ ساز باز نہ کرتا، ان کی مذہبی اور شرکیہ تقریبات میں خوشی اور مسرت سے شریک نہ ہوتا، کفار کے جلسوں میں شرکت اور ان کی عبادت گاہوں میں تفریح نہ کرتا، کافر و بدمذہب سے دوستی اور ان کے یہاں شادی بیاہ نہ کرتا۔

یہ ساری حرکتیں مسلمان اس وجہ سے کرتا ہے، کیونکہ وہ اپنے رب کو پہچانتا ہی نہیں ہے، ماقدروا اللہ حق قدرہ مومن کا مقصد ہونا چاہیے، رضائے الٰہی کا حصول، مقام و مرتبہ اور عزت دنیا کی نہیں، بلکہ اپنے رب کے یہاں مقام و مرتبہ چاہیے۔"

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی چار سطریں حقائق ومعارف کے چار دریا ہیں، مولیٰ تعالیٰ ان کا فیضان ہم سب پر جاری و ساری فرمائے، آمین۔

◆◆◆

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کر کے مطلع فرمائیں تاکہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کر کے رسالہ پہنچایا جا سکے۔

حضرت امام مالک اور خلیفہ ہارون رشید

(از: سوشل میڈیا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز لکھتے ہیں:

''خلیفہ ہارون رشید رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عالم دار الہجرہ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی تھی کہ ان کے یہاں جا کر خلیفہ زادوں کو پڑھا دیا کریں۔

ارشاد فرمایا: میں علم کو ذلیل نہ کروں گا، انھیں پڑھنا منظور ہو تو خود حاضر ہوا کریں، عرض کی: وہی حاضر ہوں گے مگر اور طلبہ پر انہیں تقدیم دی جائے۔

فرمایا: یہ بھی نہ ہوگا، سب یکساں رکھے جائیں گے۔''

آخر خلیفہ کو یہی منظور کرنا پڑا۔

(۲) حضرت امام شریک نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خلیفۂ وقت نے چاہا تھا کہ ان کے گھر جا کر شہزادوں کو پڑھایا کریں، انکار کیا، کہا:

''آپ امیر المومنین کا حکم ماننا نہیں چاہتے؟ فرمایا: یہ نہیں بلکہ میں علم کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا۔''

(فتاویٰ رضویہ 23.9/نصف آخر، رضا اکیڈمی، ممبئی)

شبِ عید اور جہنم سے آزادی

(از: مولانا محمد اسلم رضا قادری اشفاقی

رکن سنی ایجوکیشنل ٹرسٹ باسنی ناگور شریف، راجستھان

اصبہانی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے، اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ (عزوجل) کسی بندہ کی طرف نظر فرمائے تو اُسے کبھی عذاب نہ دے گا اور ہر روز ۱۰/لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب ۲۹/رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کئے، اُن کے مجموعہ کے برابر اُس ایک رات میں آزاد کرتا ہے، پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے، ملائکہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے، فرشتوں سے فرماتا ہے: اے گروہ ملائکہ! اُس مزدور کا کیا بدلہ ہے، جس نے کام پورا کر لیا، فرشتے عرض کرتے ہیں، اُس کو پورا اجر دیا جائے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔'' (بہار شریعت، حصہ پنجم)

فوٹو کے شیدائیوں کی ٹولی

(از: مولانا خلیل فیضانی

لوگوں کے اندر بلائے بے درماں کی طرح یہ جرثومہ سرایت کر چکا ہے کہ وہ تصویر کشی کے پیچھے پاگل ہوتے جا رہے ہیں، مرے جا رہے ہیں اور طرفہ یہ ہے کہ اب مذہبی وضع قطع رکھنے والے حضرات بھی اس دوڑ میں عام لوگوں سے کچھ پیچھے نہیں رہے ہیں، العوام کالانعام کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر بلکہ ان سے دو قدم آگے چل ان کے لیے حدی خوانی کا کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔

سنجیدہ عالم اور دانش مند مولانا کی ان چیزوں پر کبھی رال نہیں ٹپکتی ہے، یہ تو وہ لوگ ہوتے ہیں جنھیں یا تو کسی ڈھنگ کے عالم کی صحبت نہیں ملی ہوتی ہے یا پھر برائے نام یہ لوگ مدرسوں میں آٹھ دس سال کاٹ کر یوں ہی لوٹ آتے ہیں، تصویر کشی یا سیلفی بوقت ضرورت لی جا سکتی ہے، اس کے منکر نہیں ہیں ہم! مگر ایک مولانا صاحب کا عوامی مقامات پر کھڑے ہو کر اس طرح بھونڈے انداز میں تصویر یا سیلفی لینا نہایت غیر مہذبانہ اور غیر دانش مندانہ عمل ہے، جس کی کبھی واہ واہی نہیں کی جا سکتی۔

سوشل سائٹس پر دیکھنے کو ملتا رہتا ہے کہ ایک مذہبی حلیے میں ملبوس شخص کسی خود ساختہ سیاسی لیڈر کی بغل میں فوٹو کی خاطر کھڑا اس کی ایک نظر کا محتاج ہوتا ہے جب کہ اس لیڈر کا انداز اس قدر بے رخا سا ہوتا ہے کہ وہ اغماض نظر کرتا ہوا اپنے مطلب کے اشخاص سے محو کلام ہوتا ہے، کیا ذلت و نکبت کے یہ سیاہ دن بھی دیکھنے تھے ایک عالم یا کامل عالم نا ہی سہی! بقیہ ص ۱۳/ پر

میرے حضور کی ہے خدا کو خوشی عزیز

(از: استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں قادری بریلوی

جتنا مرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز
کونین میں کسی کو نہ ہوگا کوئی عزیز

خاک مدینہ پر مجھے اللہ موت دے
وہ مردہ دل ہے جس کو نہ ہو زندگی عزیز

کیوں جائیں ہم کہیں کہ غنی تم نے کر دیا
اب تو یہ گھر پسند یہ در یہ گلی عزیز

جو کچھ تری رضا ہے خدا کی وہی خوشی
جو کچھ تری خوشی ہے خدا کو وہی عزیز

گو ہم نمک حرام نکمّے غلام ہیں
قربان پھر بھی رکھتی ہے رحمت تری عزیز

شان کرم کو اچھے برے سے غرض نہیں
اس کو سبھی پسند ہیں اس کو سبھی عزیز

منگتا کا ہاتھ تھا تو مدینہ ہی کی طرف
تیرا ہی در پسند تری ہی گلی عزیز

اس در کی خاک بر مجھے مرنا پسند ہے
تخت شہی پہ کس کو نہیں زندگی عزیز

کونین دے دیئے ہیں ترے اختیار میں
اللہ کو بھی کتنی ہے خاطر تری عزیز

محشر میں دو جہاں کو خدا کی خوشی کی چاہ
میرے حضور کی ہے خدا کو خوشی عزیز

قرآن کھا رہا ہے اسی خاک کی قسم
ہم کون ہیں خدا کو ہے تیری گلی عزیز

طیبہ کی خاک ہو کہ حیات ابد ملے
اے جاں بلب تجھے ہے اگر زندگی عزیز

سنگ ستم کے بعد دعائے فلاح کی
بندے تو بندے ہیں تمہیں ہیں مدعی عزیز

دل سے ذرا یہ کہہ دے کہ ان کا غلام ہوں
ہر دشمن خدا ہو خدا کو ابھی عزیز

بقیہ ص ۴۴ پر

کچھ کریں اپنے یار کی باتیں

(از: حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں قادری بریلوی

کچھ کریں اپنے یار کی باتیں
کچھ دل داغ دار کی باتیں

ہم تو دل اپنا دے ہی بیٹھے ہیں
اب یہ کیا اختیار کی باتیں

میں بھی گزرا ہوں دور الفت سے
مت سنا مجھ کو پیار کی باتیں

اہل دل ہی یہاں نہیں کوئی
کیا کریں حال زار کی باتیں

پی کے جام محبت جاناں
اللہ اللہ خمار کی باتیں

مر نہ جانا متاع دنیا پر
سن کے تو مال دار کی باتیں

یوں نہ ہوتے اسیر ذلت تم
سنتے گر ہوشیار کی باتیں

ہر گھڑی وجد میں رہے اختر
کیجئے اس دیار کی باتیں

ان کی آمد پر ہر اِک گھر میں چراغاں کیجیے

(از: قاری نعیم الدین قادری گلابپوری، رحمان گنج، بارہ بنکی

آپ اپنی زندگی ایسے فروزاں کیجیے
نعت پڑھ کر دل میں پیدا نورِ ایماں کیجیے

مدحتِ شاہِ امم سے قلب شاداں کیجیے
اے ثنا خوانِ نبی یہ کام ارزاں کیجیے

آپ کا دل عشق والفت سے رہے روشن سدا
اس لیے یادِ شہِ فخر رسولاں کیجیے

یہ ہے عشقِ مصطفائی کی علامت بالیقیں
ان کی آمد پر ہر اِک گھر میں چراغاں کیجیے

بقیہ ص ۲۵ پر

منظومات

نظر میں سرور کونین کا جمال رہے

از: سید خادم رسول عینی، بھدرک

بروز حشر غموں سے کوئی نڈھال رہے
تو اس پہ رحمت شاہ زمن کی شال رہے

مجال ہے کہ ہوں حملہ کناں بلائیں؟ اگر
نظر میں سرور کونین کا جمال رہے

وہ اپنا ہو کہ پرایا ہو، غیر یا ہم قوم
ہر اک کے واسطے خلق ان کے بے مثال رہے

عمر کے فیصلۂ قتل نے کیا ثابت
زباں پہ حکم نبی پر نہ قیل وقال رہے

سبھی سے افضل و اعلیٰ حبیب یزداں ہیں
اگرچہ سارے نبی رب کے باکمال رہے

مدینہ میں قدم مصطفیٰ کا دیکھو اثر
کہ اشک بار سبھی حزن اور ملال رہے

وہ ان کا ہو گیا قائل جو آیا ان کے قریب
صداقتوں کے امیں صاحب جمال رہے

تمہاری زیست پہ نازاں ہو استقامت خود
سدا عقیدۂ اسلامیہ بحال رہے

حبیب خالق کل کا ہے اختیار ایسا
کہ ان کے زیر نگیں عینی ماہ و سال رہے

قرآن اور صاحب قرآن کی توہین! ناقابل برداشت

مفتی ملک الظفر سہسرامی

سہسرام مورخہ 03 رجنوری (پریس ریلیز) اسلام مخالف طاقتوں کی جانب سے قرآن مقدس اور صاحب قرآن ﷺ کی شان میں آئے دن گستاخیوں کا جو سلسلہ جاری ہے، وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہے، کسی بھی دینی و مذہبی کتاب اور قابل احترام پیشوا کی شان میں گستاخیوں کو ناقابل معافی جرم قرار دیا جائے۔

ان خیالات کا اظہار آج یہاں کے کثیر آبادی والے محلہ ذکی شہید کی جامع مسجد سے خطاب کرتے ہوئے امام شہر حضرت علامہ مفتی محمد ملک الظفر سہسرامی نے اپنے خطاب میں کیا، انہوں نے کہا کہ 21 رجنوری کو سویڈن کی راجدھانی اسٹاک ہوم میں ترکی کے سفارت خانے کے سامنے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے والے راسموس پالوڈان نے قرآن مقدس جلایا، اس کے بعد 27 رجنوری کو اسی نے یورپ کے ایک دوسرے ملک ڈنمارک کی راجدھانی کوپن ہیگن میں ایک مسجد کے سامنے اور پھر ترکی کے سفارت خانے کے سامنے یہی گھناؤنا کام کیا، اسی طرح کی انتہا پسندی کا ایک واقعہ نیدرلینڈ میں بھی پیش آیا، پچھلے سال بھی یورپی ممالک میں اس قسم کے قابل مذمت واقعات پیش آئے تھے، قرآن کی بے حرمتی کر کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو اشتعال انگیز کرنے کی ناپاک کوشش کی جا رہی ہے جس سے مسلمانوں میں سخت بے چینی ہے، مسلمان قرآن اور صاحب قرآن کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا، انہوں نے کہا کہ ذاتی یا کسی بھی طرح کے مفاد کے لیے قرآن کریم یا کسی دوسرے مذہب کی مقدس کتاب کو جلانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی، ظاہر ہے کہ یہ واقعات وہاں کی حکومت کی منشا کے بغیر رونما نہیں ہو سکتے۔

اسی لیے دنیا کے مختلف ممالک میں ان ممالک کے خلاف احتجاج کیا جا رہا ہے، نہ صرف مسلمان بلکہ عقل سلیم رکھنے والا ہر فرد اس طرح کے واقعات کی مذمت کر رہا ہے، دنیا میں امن و سکون کے ظاہری ٹھیکیدار مغربی ملکوں میں مسلمانوں کی مذہبی کتاب نذر آتش کرنے کی مذموم کوششیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت و تعصب کی وجہ سے ہے جو اسلام مخالف طاقتیں اپنے ناپاک منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس طرح کے واقعات کراتی ہیں ہم ان واقعات کی مذمت کرتے ہیں اور عالمی برادری سے اپیل کرتے ہیں کہ کسی بھی مذہبی کتاب یا مذہبی رہنما کے خلاف اس نوعیت کے واقعات پہ سزا کے لیے سخت قانون بنائے کیونکہ اس طرح کے واقعات سے دنیا بقیہ ص ۴۰ پر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोटः-

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाआत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25

APRIL-2023
PAGES 56 WITH COVER

PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan

ادارہ سنی دنیا کا ایک عظیم کارنامہ، رضویات پر ایک گنج گراں مایہ

امام احمد رضا نمبر

جو حضرات یہ عظیم شاہکار حاصل کرنا چاہتے ہیں ادارہ کو ۲۰۰ روپئے بھیج کر حاصل کر سکتے ہیں۔

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597